www.facebook.com/nemrah.ahmed

نمل (نمرہ احمد)

بارھویں قسط:

"یا صاحبی السجن"

(اے میرے قید خانے کے دو ساتھیو!)

ایک دن میرا وقت بھی آئے گا
اور تم قیمت چکاؤ گے اپنے کیے کی
اور تم دیکھو گے' کہ میں قطعاً اچھی نہیں ہوں
ایک دن میں آسیب کی طرح تمہیں ڈراؤں گی
یہ میرا وعدہ ہے جس کا ابھی تم کو اندازہ نہیں
مگر تم تب خواہش کرو گے کہ کاش
ہم کبھی نہ ملے ہوتے!
ایک دن!
کیونکہ میں کبھی نہیں بھولوں گی۔
اور تمہیں رحم کے لئے گڑگڑاتے کوئی نہ سن پائے گا
کیونکہ ابھی تو تم نے کچھ نہیں دیکھا
سو غور سے سنو۔
ایک دن تم جواب دو گے اپنے اعمال کا
بس انتظار کرو اور دیکھو۔
اور تب تم جانو گے میرے خاندان کو
نقصان پہنچانے کے بعد کیا ہوتا ہے!
ایک دن میں تمہیں ڈھونڈ لوں گی۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

مجھے پرواہ نہیں کہ اس میں کتنی دیر لگتی ہے۔
یا مجھے اس کے لئے کیا کیا کرنا پڑتا ہے
کیونکہ میں کبھی اپنا وعدہ
توڑا نہیں کرتی!

(Petite Magique کی نظم "انتقام" سے)

سعدی یوسف کی گمشدگی کے پانچ گھنٹے بعد۔

آج صبح چھوٹا باغیچہ ویران پڑا تھا۔سورج کی تپش نے سارے پھول جھلسا دیے تھے۔

اندر لاؤنج میں ندرت کے رونے کی آواز سب سے اونچی تھی۔وہ چہرہ جھکائے،نفی میں سر ہلاتی روئے جا رہی تھیں۔

"ہم اس کو ڈھونڈ لیں گے۔یہ میرا آپ سے وعدہ ہے۔" فارس ندرت کے گھٹنے پہ ہاتھ رکھے ان کو تسلی دے رہا تھا۔اس کی آنکھیں رتجگے کے باعث سرخ تھیں اور چہرے پہ تکان تھی۔

"اب کہاں ڈھونڈو گے؟اب تک تو وہ اسے...." اور دوپٹے میں چہرہ چھپائے اور زور سے رونے لگیں۔ان کا کندھا مسلسل حنین بھی

"امی خود کو سنبھالیں" کہتی پھر سے رونے لگی تھی۔سیم سر گھٹنوں میں دیے کارپٹ پہ بیٹھا تھا۔سامنے بڑے ابا،گردن گرائے،خاموش آنسو گرا رہے تھے۔

"وہ بالکل ٹھیک ہوگا اور اس کا خیال رکھا جا رہا ہوگا۔" سنگل صوفے پہ گھٹنے ملا کر بیٹھی زمر نے بے تاثر سے انداز میں کہا تو وہ سب اس کو دیکھنے لگے۔وہ اب بھی اسی طرح گم صم،چپ سی تھی۔

"تمہیں کیسے پتہ؟" ابا نے سر اٹھائے بغیر گیلی آواز میں پوچھا۔

"کوئی بھی بلٹ انجری مہلک نہیں تھی۔اگر انہوں نے اسے مارنا ہوتا تو پہلی دفعہ میں مار دیتے،یا پھر جیسے نکال کر لے گئے ہیں اسی طرح آپریشن ٹیبل پہ مار دیتے۔ان کو وہ زندہ چاہیئے،اس لئے وہ اس کا خیال رکھیں گے۔"

"مگر کون ہیں وہ لوگ؟ بھائی نے کسی کا کیا بگاڑا تھا؟" حنین نے بے بسی سے روتے پوچھا۔

زمر نے ہلکے سے کندھے اچکائے۔"مجھے نہیں پتہ۔" اور اٹھ کھڑی ہوئی۔پرس اٹھایا،چابیاں نکالیں۔حنین نے تحیر سے اسے دیکھا۔

"آپ کہاں جا رہی ہیں؟" زمر نے جواب دیے بنا اسٹریپ کندھے پہ ڈالی،موبائل بیگ میں رکھا۔فارس نے اس کی طرف نظریں اٹھائیں۔

"میں جا رہا ہوں تھانے۔آپ مت جایئے۔"

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

''میں گھر جا رہی ہوں۔'' کسی سے نگاہ ملائے بنا وہ مڑ گئی۔ حنین کی آنکھوں میں صدمہ اترا۔

''آپ بڑے ابا' امی' سب کو اتنی تکلیف میں چھوڑ کر جا رہی ہیں؟''

زمر کو عقب سے اس کی آواز آئی مگر وہ قدم قدم آگے بڑھتی رہی۔ حنہ نے بے دردی سے آنکھیں رگڑیں۔

''ٹھیک ہے۔ جائیے۔ ہمارا بھائی جیئے یا مرے۔ آپ کو کیا فرق پڑتا ہے؟ آپ نے تو ویسے بھی چار سال ان سے کوئی تعلق نہیں رکھا تھا۔''

زمر کے قدم لمحے بھر کو تھمے' پھر وہ آگے بڑھ گئی۔

''حنین کم از کم اس وقت لڑائی مت کرو۔'' وہ خفگی سے ٹوکتا اٹھا۔ حنہ نے صرف ملامتی نظروں سے اسے دیکھا اور رخ پھیر گئی۔ امی گھٹنا گھٹنا سا ابھی تک رو رہی تھیں' اور بڑے ابا کے ضعیف چہرے پہ آنسو ہنوز ٹپک رہے تھے۔

''وہ اب کسی کو نہیں ملے گا' میری امید کھو گئی ہے۔'' وہ دکھی دل سے کہہ رہے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جو خیال تھے نہ قیاس تھے، وہی لوگ مجھ سے بچھڑ گئے

جو محبتوں کے اساس تھے، وہی لوگ مجھ سے بچھڑ گئے

اس نے ٹیکسی کا دروازہ کھولا تو اندر سناٹا تھا۔ وہ اسی زرد چہرے اور ویران آنکھوں کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔ پھر لکڑی کے زینوں پہ قدم رکھتی چڑھتی گئی۔ ایک ہاتھ ریلنگ پہ تھا۔ دوسرے میں پرس اور خاکی لفافہ تھام رکھا تھا۔

اپنے کمرے میں آ کر زمر نے پرس فرش پہ ڈال دیا۔ پھر خاکی لفافہ کھولا۔ فل سائز تصاویر نکالیں۔ پھٹے ہونٹ' سرخ نشانوں اور زخموں والا چہرہ لیے، بند آنکھوں سے لیٹا سعدی۔ خون آلود لباس۔ زمر نے ایک کے بعد ایک تصویر سامنے کی۔ اس کی بھوری آنکھیں اس لڑکے کی بند آنکھوں پہ جمی تھیں۔ خشک بھوری آنکھیں۔

پھر یکا یک ان میں پانی بھرا۔ اتنا کہ وہ ڈبڈبا گئیں۔ اور آنسو چہرے پہ تیزی سے لڑھکنے لگے۔ اس نے زور سے وہ تصویریں سامنے دیوار پہ دے ماریں اور پھر گھٹنوں کے بل بیٹھتی چلی گئی۔ چہرہ جھکائے مٹھیاں فرش پہ رکھے' وہ ایک دم بلک بلک کر رونے لگی تھی۔

''کیوں اللہ؟ کیوں؟'' روتے روتے اس نے گیلا چہرہ اٹھا کر چھت کو دیکھا۔ ''کیا اتنے سال اسے اس لئے بڑا کیا تھا کہ کوئی آئے اور گولی مار کر چلا جائے؟ کیا ہم اپنے بچوں کو اس لیے بڑا کرتے ہیں؟ کیا آپ کی دنیا میں کوئی قانون نہیں؟ کوئی انصاف نہیں؟''

اس نے زمین پہ بیٹھے بیٹھے چہرہ بیڈ پہ رکھ دیا۔ دائیں گال پہ آنسو لڑھکتے دکھائی دے رہے تھے۔

''میں نے اسے کہا تھا کہ میں اس کا خیال رکھوں گی۔ کئی سال پہلے، جب ہم کالام میں تھے۔ ایک چشمے کے کنارے اس نے مجھ سے پوچھا تھا کہ اس کا کوئی بھائی نہیں، تو اس کا کیپر کون ہوگا؟ میں نے کہا، میں ہوں گی۔ دو سال بعد سیم پیدا ہوا، مگر اسے تب بھی پتہ تھا کہ اس کی کیپر زمر ہوگی، ہمیشہ اس کا خیال رکھے گی، مگر میں اس کا خیال نہیں رکھ سکی۔ میں اسے نہیں بچا سکی۔ کیوں اللہ' کیوں؟'' وہ سسکیوں سے

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

روئے جارہی تھی۔

''میں اب پہلے کی طرح آپ سے بات نہیں کرتی میں ویسے دعا نہیں مانگتی۔ کیونکہ مجھے لگتا تھا میرے پاس کھونے کو کچھ نہیں بچا۔ مگر ایسا نہیں تھا۔ میرے پاس سعدی تھا۔'' ماتھا بیڈ سے ٹکائے وہ پھوٹ پھوٹ کر روتے کہہ رہی تھی۔

''کیسے کسی نے اس کو گولی ماردی؟ کیسے اس کو اتنی تکلیف دی؟ اللہ، کوئی جانور کو بھی ایسے نہیں مارتا' وہ تو پھر انسان تھا۔'' وہ بولتی جارہی تھی اور روتی جارہی تھی۔ ''میں نے اللہ.... میں نے چار سال اس سے تعلق نہیں رکھا میں نے چار سال ضائع کردیے۔ میں کہاں سے وہ وقت واپس لاؤں؟ پلیز میرے ساتھ یہ مت کریں۔'' سر بیڈ کنارے سے لگائے وہ بچوں کی طرح روئے جارہی تھی۔

کتنے لمحے بیتے' سورج کتنا تیز ہوا' معلوم نہیں۔ وہ اسی طرح بے خبری روتی گئی۔ یہاں تک کہ دروازہ دھیرے سے کھٹکا۔ پھر کھلا۔ چوکھٹ میں کھڑے فارس نے اندر دیکھا تو ساری پولیس فوٹو گرافس بکھری نظر آئیں اور وہ زمین پہ بیٹھی' بیڈ کے کنارے پہ سر رکھے' رو رہی تھی۔ نیچے رکھا اس کا موبائل مسلسل زوں زوں کر رہا تھا۔

''زمر!'' وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا قریب آیا۔ آنکھوں میں تکلیف لئے زمر کو دیکھا۔

''مجھے اکیلا چھوڑ دو۔'' اس نے چہرہ اٹھایا' نہ آنسو پونچھے۔ بس آپ جناب کا تکلف بھی آج ختم کیا۔

''نہیں چھوڑ سکتا۔'' وہ بہت ہلکا سا بولا تھا۔ پھر جھک کر اس کا موبائل اٹھایا۔

''بصیرت صاحب کا فون ہے۔''

''مجھے تنہا چھوڑ دو فارس۔'' وہ چہرہ اٹھا کر اسے متنفر نظروں سے دیکھتی ایک دم چلائی۔ ''جب بھی تم ہماری زندگیوں میں آتے ہو' کچھ نہ کچھ غلط ہو جاتا ہے۔ ہر چیز ہمیشہ تمہاری وجہ سے ہوتی ہے۔''

وہ چپ چاپ کھڑا، دکھ سے اسے دیکھے گیا۔

''مجھے نہیں پتہ اسے کس نے مارا' لیکن اگر اس کا کوئی دشمن بنا ہے تو صرف تمہاری وجہ سے۔ تم نے ایک پڑھنے لکھنے والے بچے کو جیل کچہری اور عدالتوں کے چکر میں دھکیل دیا۔ تم نے اس کو پتہ نہیں کتنوں کا دشمن بنا دیا۔ مجھے تمہاری شکل سے بھی نفرت ہے۔'' ملامت سے اسے دیکھتی، وہ اونچا اونچا کہتی پھر سے رونے لگی تھی۔

فارس خاموشی سے اس کے ساتھ اکڑوں بیٹھا اور گھٹنوں کے گرد بازو پھیلائے۔ پھر گردن گھما کر اسے یاسیت سے دیکھا۔

''مجھے پتہ ہے اس کے دشمن میری وجہ سے بنے ہیں، میں نے اسے کہا تھا کہ میرے لئے غلط چیزوں میں انوالومنٹ ہونا۔ مگر وہ ہوا۔ میں جیل میں تھا' اسے نہیں روک سکتا تھا۔'' وہ بدقت بول رہا تھا۔ اس کے انداز میں شدید تکلیف تھی۔

''تم ایک ہی دفعہ ہماری زندگیوں سے چلے کیوں نہیں جاتے؟ تمہاری وجہ سے ہم اور کتنا نقصان اٹھائیں گے؟ خدا کی قسم میرا دل چاہتا ہے تمہیں جان سے ماردوں۔'' دکھ پہ اب غصہ غالب آنے لگا۔ وہ اس سے تین فٹ کے فاصلے پہ اکڑوں بیٹھا تھا۔ ان الفاظ پر بھی چہرے پہ

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

کوئی غصہ' کوئی تلخی نہ ابھری۔ بس تکان سے اسے دیکھے گیا۔

''آپ جو کرنا چاہتی ہیں میرے ساتھ کرلیں۔ میں آپ کو نہیں روکوں گا۔''

''بے فکر رہو۔'' زمر نے تلخی سے سر جھٹکا۔ ''میں تمہارے ساتھ کچھ نہیں کروں گی۔ مجھے تم سے شادی بھی نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ مگر خیر....'' اس نے ہتھیلی سے آنکھیں رگڑیں۔ ''میں نے اس سے وعدہ کیا تھا' کہ میں تمہیں نقصان نہیں پہنچاؤں گی۔ اور میں اپنے عدے پورے کیا کرتی ہوں۔'' ساتھ ہی ملامتی نظروں سے اسے دیکھا۔ ''تم یہ مت سمجھنا کہ تم بچ جاؤ گے' ایک دفعہ میں سعدی کو ڈھونڈ لوں' پھر میں تم سے بھی حساب لوں گی' اس ایک ایک زخم کا جو تم نے میرے خاندان کو دیا ہے۔''

''آپ کو مجھ پہ غصہ ہے! اور آپ تکلیف میں ہیں' میں بھی ہوں۔ مگر یہ پہلی دفعہ نہیں ہے جب مجھے یہ کہا گیا ہے کہ ہسپتال جاؤ' کیونکہ تمہارے خاندان کا کوئی فرد گولیوں سے بھون دیا گیا ہے۔'' وہ اس کو دیکھتے ہوئے تکلیف اور وقت سے بولا تو گلے میں گولہ سا اٹکنے لگا مگر اس نے نگل لیا۔ ''لیکن میں آپ کی طرح رو نہیں سکتا۔ میں رونا نہیں چاہتا۔ میں اس ایک ایک شخص کو' جس نے میرا خاندان تباہ کیا ہے' ڈھونڈ کر اس کی چمڑی ادھیڑنا چاہتا ہوں۔'' اب کے اس کی آنکھوں میں درشتی ابھری اور گردن کی رگیں کھنچتی ہوئی دکھائی دیں۔ زمر نے ایک تیز نظر اس پہ ڈالی۔

''مجھے کچھ مت سناؤ۔ مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔'' اور رخ موڑ لیا۔ گیلی آنکھیں پھر سے رگڑ کر صاف کیں۔

''مگر میں چاہتا ہوں کہ آپ میری بات سنیں۔ سعدی سے برابر کا رشتہ ہے ہمارا۔ ٹھیک ہے آپ کا کچھ زیادہ ہوگا' مگر اس وقت ہمیں آپس میں لڑنے کی بجائے ایک ساتھ مل کر اس کو ڈھونڈنا ہوگا۔''

''اتنی توانائی مجھ پہ خرچ مت کرو۔ میں اسے ڈھونڈ لوں گی' اور میں ہر اس شخص کو ڈھونڈوں گی جو اس میں انوالو تھا اور پھر دنیا دیکھے گی کہ میں اس کے ساتھ کیا کرتی ہوں۔ مگر یہ تمہاری بھول ہے فارس کہ میں اس سب میں تمہیں اپنے ساتھ رکھوں گی۔'' اس کو تیز نظروں سے گھورتی وہ چبا چبا کر بولی۔

''نہ آپ اسے اکیلی ڈھونڈ سکتی ہیں' نہ میں۔''

''مجھے تمہاری کسی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔'' تلخی سے کہتی وہ اٹھی۔ ''میں اکیلی سب کرلوں گی۔ تمہارا کیا بھروسہ' کل کو مجھے بھی بیچ آؤ۔''

فارس کے ماتھے پہ بل پڑے۔ دماغ کھول گیا تھا۔ وہ تیزی سے اٹھا۔

''ایسا سمجھتی ہیں آپ مجھے؟'' غصے سے اس کے مقابل کھڑے پوچھا تو چہرہ سرخ پڑ رہا تھا۔

''کیوں؟ کیا تم وہی نہیں ہو جس نے مجھ پہ گولی چلائی تھی؟ کیا تم وہی نہیں ہو جس نے مجھے استعمال کر کے جیل توڑنی چاہی؟'' وہ بھی اس کی آنکھوں میں دیکھ کر اتنے ہی غصے سے غرائی تھی۔ فارس کے لب بھنچ گئے' چند لمحے ضبط سے گہرے گہرے سانس لیتا رہا۔

''میں پولیس اسٹیشن جا رہا ہوں' کیا آپ چلیں گی؟'' بدقت ضبط سے سپاٹ سا پوچھا۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

''ہونہہ۔'' زمر نے نفی میں سر جھٹکا اور زمین پہ گرا موبائل اٹھایا۔ ''یہ ساری پولیس انہی لوگوں کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ یہ جتنی ناکہ بندیاں کرا لیں اسے نہیں ڈھونڈ پائیں گے۔'' ساتھ ہی موبائل پہ میسڈ کالز دیکھ رہی تھی۔ اس کی ناک اور... آنکھیں ہنوز گلابی تھیں اور آنسو پھر سے بہنے لگے تھے۔ فارس کے چہرے کا سپاٹ پن قدرے کم ہوا۔

''مجھے پتہ ہے پولیس ملی ہوئی ہے' بے فکر رہیے' ان میں سے ایک ایک آفیسر کا وقت آئے گا۔'' اور جانے کے لئے مڑا۔ تبھی زمر نے فون کان سے لگایا۔

''جی بصیرت صاحب...'' وہ چوکھٹ میں ٹھہر گیا۔ مڑا نہیں۔ وہ عقب میں فون پہ کہہ رہی تھی۔ آواز کو نارمل کرتے ہوئے۔

''آپ کا بہت شکریہ۔ نہیں ابھی تک تو کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ میں تھوڑی دیر میں گھر سے نکلوں گی پھر دیکھوں گی۔ اچھا...'' وہ رک کر سننے لگی۔ پھر ہنسی۔ تلخ سی ہنسی۔ فارس نے چونک کر گردن موڑی۔

''مجھے اسی قسم کے آرڈر کی توقع تھی مگر یہ کافی جلدی آ گیا۔ نہیں' مجھے اب اس سے فرق نہیں پڑتا۔ آپ کا شکریہ۔'' موبائل رکھ کر اس کی نگاہیں اٹھیں تو فارس اسی طرف دیکھ رہا تھا۔

''کیا ہوا؟''

''مجھے ایڈووکیٹ جنرل نے بغیر وجہ بتائے معطل کر دیا ہے' اب میں پراسیکیوٹر نہیں رہی۔'' اتنی ہی تلخی سے بولی۔

''کیا؟'' فارس کو حیرت کا جھٹکا لگا۔ ''مگر اس طرح کی معطلی غیر قانونی...''

''اچھا ہی ہوا۔'' زمر نے زکام زدہ ناک سکوڑتے شانے اچکائے اور الماری کی طرف بڑھ گئی۔ ''یہ وہ پہلی غلطی ہے جو ہمارے دشمنوں نے کی۔ اس سے انہوں نے مجھے یہ بتا دیا ہے کہ وہ بارسوخ لوگ ہیں۔ یہ ان کی پہلی چال تھی۔ بساط بچھا دی گئی ہے اور کھیل شروع ہو چکا ہے۔ اب وہ دیکھیں گے کہ ان کا مقابلہ کس سے ہے۔'' تلخی سے بڑبڑاتی وہ الماری میں ہینگر الٹ پلٹ کرنے لگی۔ فارس کا ذہن ایک لفظ اٹک گیا۔

(ہمارے دشمن؟ کیا اس کو خود بھی احساس نہیں کہ اس نے ''میرے'' یا ''سعدی'' کے بجائے ''ہمارے'' کہا؟)

اور اس ساری پریشانی' اذیت اور صدمے کی کیفیت کے باوجود ایک ہلکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پہ رینگ گئی۔ پھر وہ سر جھٹک کر باہر نکل گیا۔ ابھی اسے بہت کچھ کرنا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گھروں پہ نام تھے، ناموں کے ساتھ عہدے تھے

بہت تلاش کیا، کوئی آدمی نہ ملا!

قصرِ کاردار کے ڈائننگ ہال کی لمبی میز ناشتے' پھلوں اور مشروبات سے سجی تھی مگر جواہرات سب چھوڑ کر پوری طرح ہاشم کی طرف مڑی'

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

حق دق سی سنتی جارہی تھی۔وہ سر جھکائے چائے کے گھونٹ بھرتے بتا رہا تھا۔آفس کے لیے تیار اور ہلکا میک اپ کیے تازہ دم جواہرات کے برعکس وہ قدرے سست تھا۔سوٹ ٹائی سب درست تھا بس آنکھیں ہنوز سوجی ہوئی تھیں۔

''سعدی کے ساتھ اتنا کچھ ہوگیا اور مجھے اب معلوم ہورہا ہے۔'' بے حد حیرت اور افسوس سے وہ نفی میں سر ہلا رہی تھی۔سامنے ہاتھ باندھے کھڑا خاور اپنے جوتے کو دیکھتا رہا۔ہاشم کی نظریں بھی چائے پہ جھکی تھیں۔

''اس کی فیملی تو بہت ڈسٹرب ہوگی۔'' جواہرات کہنی میز پہ جمائے ایئر رنگ پہ انگلی پھیرتی آنکھوں میں تاسف بھرے کہہ رہی تھی۔''آخر کون کرسکتا ہے یہ؟'' پھر چونک کر ہاشم کو دیکھا۔''تم نے تو...''

ہاشم نے نیپکین مٹھی میں بھینچا اور خفگی سے نظریں اٹھائیں۔''میں اس پہ کبھی گولی نہیں چلا سکتا' نہ یہ خاور نے کیا ہے۔ہم اس کے واحد دشمن نہیں ہیں۔''

''اوہ۔'' اسے سکون آیا۔پھر گلاس اٹھا کر جوس کے دو گھونٹ بھرے۔خاور اور ہاشم نے ایک خاموش نظر کا تبادلہ کیا۔

''مگر...'' یکا یک جواہرات کا سانس اٹکا۔چہرے پہ پریشانی آئی۔''وہ کل ہمارے پاس آیا تھا۔کوئی ہم پہ شک...''

''کسی کو نہیں پتہ کہ وہ کل ہمارے پاس آیا تھا۔ہم آفس کے کل کے سی سی ٹی وی ریکارڈ کو کلیئر کردیں گے۔زیادہ لوگوں نے اسے دیکھا بھی نہیں۔اگر پتہ چل بھی جاتا ہے تو کیا ہوا؟ کوئی ہم پہ شک نہیں کرسکتا۔''

''ہوں۔'' جواہرات نے اثبات میں سر ہلایا۔''ہسپتال سے اگر وہ غائب ہوا ہے تو ظاہر ہے اتنی زخمی حالت میں۔اونہوں۔وہ تو ابھی تک زندہ بھی نہ ہو شاید۔'' پھر یکا یک ایک خیال کے تحت چونکی۔''ہاشم....سعدی کا یہ حادثہ...میرا مطلب ہے اس کے جانے کے بعد اب کوئی نہیں ہے جو جانتا ہو کہ ہم نے وہ سب کیا تھا۔''

ہاشم نے ملامتی نظروں سے اسے دیکھا۔''کیا آپ کو اس حادثے کا ذرا بھی افسوس نہیں؟''

''اوہ نہیں' آف کورس ہے۔میں تو ایسے ہی کہہ رہی تھی۔'' وہ فوراً معذرتی انداز میں کہتی ناشتے کی طرف متوجہ ہوگئی۔''آفس جانے سے پہلے ان کے گھر چلیں گے۔یہ تو ابھی اس کا دماغ الٹا تھا' ورنہ وہ بہت پیارا لڑکا تھا۔میرا بہت اچھا دوست۔'' (ایسے ہی غارت گر والی کہانی یاد آئی جو ایک شام اسے ابتر ذہنی حالت میں سنائی تھی۔چلو اس کہانی کا دوسرا گواہ بھی ختم ہوا۔اور پہلی؟۔)

''میری کو بھجوادیا تم نے؟'' سرسری سا پوچھا۔

''جی' اسے ملک بدر کردیا ہے آج۔'' اور جواہرات کا دل مزید ہلکا ہوگیا۔(شکر!)

''اوکے۔'' اس کا دل اچاٹ ہو چکا تھا' بے زاری سے کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''شیرو پھر ناشتے پہ نہیں آیا۔'' وہ ذرا فکرمند ہوئی۔

''وہ رات دبئی چلا گیا تھا۔آپ جب تک پارٹی سے آئیں' میں سو چکا تھا' بتا نہیں سکا۔'' اس نے سیل فون اٹھاتے سرسری سی اطلاع دی۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

جواہرات نے شدید حیرانی سے چہرہ اٹھایا۔ ''مگر کیوں؟''

''دوستوں کے ساتھ پروگرام تھا۔ پریشان مت ہوں اُسے کچھ دن ریلیکس کرنے دیں۔ اور ہاں' یہ سعدی والی بات اسے مت بتائے گا ابھی۔ ڈسٹرب ہو جائے گا وہ۔ آخر... وہ دونوں... دوست تھے۔'' آخری فقرہ بدقت ادا کیا۔ پھر جواہرات سے نگاہ ملائے بغیر وہ باہر نکل گیا اور وہ بس سر ہلا کر رہ گئی۔

''مجھے پتہ ہے وہ کیوں گیا ہے۔ کیونکہ شہرین نے آج صبح وہاں جانا تھا۔'' ناراضی سے بڑبڑاتے گلاس اٹھایا۔

''آپ مسز کاردار سے کیوں چھپا رہے ہیں؟'' خاور نے اس کے پیچھے سے آکر پوچھا تھا۔

''معاملہ ٹھنڈا ہونے دو پھر بتا دوں گا۔ ابھی کوئی لاپرواہی ہم افورڈ نہیں کر سکتے۔'' دبی آواز میں کہتا وہ اس کے ساتھ باہر برآمدے تک آیا تھا۔ سیڑھیوں کے سرے پہ دونوں رکے۔ ہاشم نے چہرہ گھما کر نیچے پھیلے سبزہ زار کو دیکھا۔

''تم نے اس ممکنہ گواہ کو چیک کیا؟'' یہ پریشانی ختم ہونے کو نہیں آرہی تھی۔

''جی' مگر ایسا کوئی گواہ پولیس کے پاس پیش نہیں ہوا' نہ ہی سعدی کے گھر والوں سے کسی نے رابطہ کیا ہے۔ میرا نہیں خیال کہ وہاں کوئی اور بھی تھا۔ وہ صرف نوشیرواں صاحب کی ڈرگز کے باعث hallucination ہو سکتی ہے۔''

''مگر میں اس امکان کو رد نہیں کر سکتا۔'' ہاشم مطمئن نہیں تھا۔ ''تم معلوم کرنے کی کوشش کرو۔'' اور زینے اترنے لگا۔ خاور سر ہلا کر رہ گیا۔

ایک طویل اور اندھیر رات بالآخر ختم ہوئی تھی۔

حسب معمول ہاشم کاردار نے سب سنبھال لیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ دیکھنے آیا تھا کہ کس حال میں ہیں ہم!

چھوٹا باغیچہ ہنوز جھلس رہا تھا۔ اندر لاؤنج میں حنین خاموشی سے سر جھکائے بیٹھی تھی۔ سامنے صوفے پہ ہاشم اور جواہرات ساتھ ساتھ بیٹھے تھے۔ ابا اپنی وہیل چیئر پہ نڈھال سے لگ رہے تھے اور ان کے ساتھ کھڑی زمران کو دوا دے رہی تھی۔ ہاشم بار بار نگاہ اٹھا کر اس کو غور سے دیکھتا تھا۔ پژمردہ' اداس حنین کے برعکس وہ تازہ دم لگ رہی تھی۔

اس کے آنے کے بعد ہی وہ اور فارس یکے بعد دیگرے آئے تھے۔ (فارس پھر چلا گیا تھا۔) وہ بدلے ہوئے لباس میں تھی۔ سامنے کے بال پیچھے کر کے پن لگائے' باقی کھلے چھوڑے' ٹاپس پہنے' ہر روز کی طرح تیار لگ رہی تھی۔ یہ نارمل نہیں تھا۔

''آپ ٹھیک ہیں زمر؟'' ہاشم نے فکرمندی سے اسے مخاطب کیا۔ وہ ابا کو پانی کا گلاس پکڑاتے چونکی۔ چہرہ گھما کر ہاشم کو دیکھا۔ ہلکے سے شانے اچکائے۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

''جی۔شکریہ۔ابا آپ کھانا کھا لیجیے گا' مجھے دیر ہو جائے گی۔''ابا نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔''تم کہاں جا رہی ہو؟''

وہ اداسی سے مسکرائی۔''سعدی کو ڈھونڈنے۔''

ہاشم کی گردن کے گرد پھندا سا لگنے لگا۔فوراً سے حنین کی طرف متوجہ ہوا۔

''اب تمہاری امی کیسی ہیں؟''

''دوا دے کر سلایا ہے۔بہت اَپ سیٹ ہیں۔''اس کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔شا کی نظر زمر پہ ڈالی (ان کو تو کوئی فرق نہیں پڑا۔ایک آنسو جو بہایا ہو!)

زمر ابا کو دوسرے کمرے میں لے گئی، جب واپس آئی تو وہ کہہ رہا تھا۔

''آپ لوگوں نے مجھے کیوں فون نہیں کیا؟ میں ہوتا تو دیکھتا کس طرح کوئی اسے لے کر جاتا ہے۔''وہ خفا ہوا تھا۔جواہرات نے تاسف سے اس کا ہاتھ دبایا۔اسے پتہ تھا وہ سعدی کے لیے کیا جذبات رکھتا تھا۔

''ہاشم ٹھیک کہہ رہا ہے۔سعدی اس کا دوست تھا' آپ کو ہاشم کو بلانا چاہیے تھا۔''

''ہاشم کو بلانے''سے زمر اور حنین دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔کچھ یاد آیا۔

''ہاشم' کیا آپ نے سعدی کو بتائی تھی ایگزام والی بات؟''زمر نے بغور اس کے چہرے کو دیکھتے پوچھا تو ہاشم نے چونک کر حنہ کو دیکھا۔وہ بھی سانس روکے اسے دیکھ رہی تھی۔

''کون سی بات؟''

''جب ایگزام میں حنہ نے....''

''اوکے میم پراسیکیوٹر۔''ہاشم نے ہاتھ اٹھا کر روکا۔''میں اس بارے میں بات نہیں کر سکتا۔انارنی کلائنٹ پریولیج کے تحت یہ میرے اور حنین کے درمیان ہے۔اگر آپ کو کچھ جاننا ہے تو حنین سے پوچھ لیں۔''

''میں سب جانتی ہوں۔صرف سعدی کو بتانے کے متعلق پوچھا ہے۔''

''میں ایسا کبھی بھی نہیں کر سکتا۔''وہ اتنے اعتماد سے بولا تھا کہ حنہ کی آنکھیں مزید بھیگیں۔اس نے زمر پہ ''دیکھا؟''والی جتاتی نظر ڈالی۔

جواہرات بھی اسی اعتماد سے گردن کڑائے بیٹھی رہی۔زمر البتہ مشکوک نظروں سے ہاشم کو دیکھ رہی تھی۔

''ہوا کیا تھا؟''

''بھائی کو کل کسی نے بتایا تھا۔یہ نہیں پتہ کہ کس نے....''

''کیا تم نے اپنی کلاس فیلوز سے پوچھا؟ مجھے وہاں بہت سے لوگوں نے آتے دیکھا تھا۔''

''اوہ ہاں۔''حنین کو یاد آیا۔''ناعمہ کا بھائی' سعدی بھائی کا دوست ہے۔شاید اسی نے بتایا ہو۔''

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

''اور تم نے سب سے پہلا شک مجھ پہ کیا؟'' ہاشم مسکرایا۔حنین کو ڈھیر ساری شرمندگی نے آن گھیرا۔

''آہم۔یہ کس بارے میں بات ہو رہی ہے۔'' جواہرات نے باری باری ان کے چہرے دیکھے۔

ہاشم نے ''ایک غیر اہم سی بات تھی۔جانے دیجیے۔'' کہہ کر موضوع بدل دیا۔

زمر باہر نکلی تو باغیچے کے گیٹ ساتھ اسامہ کھڑا اداسی سے دھوپ کو دیکھ رہا تھا۔صبح اب دوپہر میں تبدیل ہو رہی تھی۔

''مجھے ''اس'' جگہ جانا ہے۔کیا تم مجھے پتہ سمجھا دو گے، سیم؟'' وہ اس کے قریب آ کر بولی تو وہ چونکا' پھر فوراً سر ہلایا۔

''آپ اکیلی مت جائیں۔میں ساتھ آؤں گا۔'' اس کے کندھے کے برابر آتا سیم ایک دم سنجیدگی سے بولا۔زمر ہلکا سا مسکرائی' پھر اس کی کہنی تھام لی اور وہ دونوں ساتھ ساتھ چلنے لگے۔

''ماموں بھی ادھر گئے ہیں۔'' جگہ کا نام لئے بغیر اس نے بتایا تو وہ ہلکا سا چونکی تھی۔

جیسے ہی وہ زیرِ تعمیر گھر قریب آیا' زمر کے قدم بھاری ہوتے گئے۔چہرے کی رنگت زرد پڑتی گئی۔آنکھوں میں نمی ابھری جس کو اس نے اندر اتار لیا۔(اللہ مجھے صبر دینا! کچھ دیر کے لیے ہی سہی!)

گیٹ کے سامنے جب وہ رکی تو آنکھوں میں کرب کی جگہ افسوس نے لے لی۔اس نے ادھر ادھر گردن گھمائی۔

''پولیس نے اتنی جلدی کرائم سین دھو دیا؟''...غصہ بھی اس نے اندر دبا لیا۔وہاں چند لوگ اور پولیس اہلکار دکھائی دے رہے تھے۔اس نے پورچ میں قدم رکھا تو سیم کی کہنی زیادہ سختی سے بھینچ لی۔سامنے فرش پہ چاک سے ذرہ خاکہ بنا تھا (جدھر سعدی گرا ملا تھا)۔اپنی گلابی پڑتی آنکھیں اٹھائیں تو گھر کے اندرونی حصہ میں وہ کھڑا نظر آ رہا تھا۔اس کی زمر کی جانب پشت تھی اور وہ اینٹوں کی برہنہ سیڑھیوں کے پاس آدھا جھکا کچھ دیکھ رہا تھا۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آگے آئی۔فارس سے فاصلہ رکھے رُخ پھیر کر کھڑی ہو کر گرد نگاہیں دوڑانے لگی۔

''ادھر کیا ہے ماموں؟'' سیم اس کی طرف گیا تو وہ چونک کر پلٹا تو دیکھا وہ اس کی طرف پشت کیے کھڑی تھی۔فارس نے ایک خاموش نظر اس پہ ڈالی' پھر سیم کو قریب آنے کا اشارہ کیا۔

''یہاں دو گولیوں کے نشان ہیں۔اور ایک گولی اس دیوار میں بھی لگی ہے۔'' وہ اتنی آواز میں بولا کہ زمر سن لے اور وہ سن کر چونک کر مڑی تھی۔

''مگر....یہاں گولیاں کیوں ہیں؟'' سیم نے نا سمجھی سے دونوں کو دیکھا۔

''اس کے اینگل سے لگتا ہے کہ یہ....'' کہتے ہوئے اس نے گردن موڑی' وہ اب ادھر ہی دیکھ رہی تھی۔نگاہیں ملیں تو وہ سیڑھیوں میں لگے سوراخوں کو دیکھنے لگی۔''...یہ پورچ سے ہی چلائی گئی ہے۔ظاہر ہے اسی شوٹر نے چلائی ہے۔''

''مگر...ادھر کیوں وہ گولی چلائے گا؟ سعدی بھائی تو بالکل دوسری طرف تھے۔''

''شاید اس کا نشانہ برا تھا۔'' فارس نے سرسری سا تبصرہ کیا۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

www.facebook.com/nemrah.ahmed

''یا شاید یہاں کوئی اور بھی تھا۔'' وہ ہلکا سا بڑبڑائی۔

''آپ کیسے کہہ سکتی ہیں کہ کوئی اور بھی تھا؟'' وہ چونکا۔ زمر نے جواب نہیں دیا بس گردن موڑ کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔ سیم نے بے چینی سے اسے دیکھا۔

''پھپھو۔ آپ کو کیسے پتہ؟''

''میں نے ابھی معلوم کیا تھا کہ پولیس کو کس نے کال کی کیونکہ سعدی کو بروقت ہسپتال پہنچایا گیا تھا تو....'' وہ سیم کو بتانے لگی۔ آواز بلند رکھی۔ فارس اسے غور سے دیکھتے ہوئے سننے لگا۔ ''تو معلوم ہوا کہ ہمسائے میں سے کسی نے کال کی تھی اور پتہ سمجھایا تھا' مگر جب پولیس آئی تو یہاں زخمی سعدی کے سوا کوئی نہ تھا۔ اور ہمسائے میں۔'' زمر نے ادھر ادھر گردن گھمائی۔ ''...سارے گھر تو ابھی زیرِ تعمیر ہیں۔''

''یعنی کہ وہ شخص جس نے پولیس کو کال کی اس واقعے کے وقت یہیں تھا؟''

زمر نے نگاہیں پھیر کر فارس کی آنکھوں میں دیکھا۔

''تھی۔ کال کرنے والی کوئی لڑکی تھی۔'' اور وہ مڑ گئی۔ اسے جاتے دیکھ کر سیم پیچھے لپکا۔

''پھپھو... کیا ہمیں یہاں اور نہیں کچھ تلاشنا چاہیے؟ مثلاً کوئی نشانی' کوئی ثبوت، کوئی فنگر پرنٹ...''

''سب دھل کر تباہ ہو چکا ہے سیم۔ ہمیں اس کو وہیں ڈھونڈنا ہے جہاں وہ کھویا تھا۔'' وہ جیسے صرف یہ جگہ دیکھنے آئی تھی۔ کسی اور چیز کی امید نہ تھی۔

سیم اور وہ ساتھ ساتھ چلتے واپس آئے تھے۔ فارس چند قدم پیچھے تھا۔ سیم اندر چلا گیا اور وہ ابھی باغیچے کے دہانے پہ تھی جب اس نے عقب سے پکارا۔

''میں ہاسپٹل جا رہا ہوں۔ ان کی انتظامیہ نے .....'' زمر بات مکمل ہونے سے پہلے ایڑھیوں پہ گھومی۔

''ان کی انتظامیہ نے پولیس کو نامکمل سی سی ٹی وی فوٹیج دی ہیں' میں جانتی ہوں اور یہ بھی جانتی ہوں کہ مکمل فوٹیج کیسے نکلوانی ہیں اور وہ میں نکلوا لوں گی۔ آپ اپنے کام سے کام رکھئے' میرے راستے میں مت آیئے۔'' سرد سپاٹ سا کہتی وہ واپس مڑ گئی تو فارس نے ایک تاسف آمیز سانس لے کر سر جھٹکا' اور گھر کی طرف بڑھ گیا۔ فارس جیسے ہی اندر گیا، ہاشم باہر آتا دکھائی دیا۔

''مجھے بتایئے میں کیا کر سکتا ہوں آپ کے لئے۔'' وہ سینے پہ بازو لپیٹے کھڑی باغیچے کے جھلسے پھول دیکھ رہی تھی، جب وہ عین سامنے آ کھڑا ہوا۔

''آپ کا شکریہ' ضرورت پڑی تو بتا دوں گی۔'' ہاشم نے بس سر کو خم دیا۔ چند لمحے کی خاموشی چھائی رہی۔

''یہ کون کر سکتا ہے؟''

''مجھے نہیں معلوم، مگر ہو جائے گا۔'' ہاشم نے تھوک نگلا۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

''جس وقت سعدی کو گولی لگی اس وقت....'' مڑ کر گھر کو دیکھا جہاں ابھی وہ اندر گیا تھا۔''....فارس کہاں تھا؟''

زمر نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر گھر کو۔''کیا مطلب؟''

''کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ آپ کے خاندان میں ایک بڑی ٹریجڈی ہوئی تھی جس کے باعث وہ جیل گیا تھا اور پھر جب وہ جیل سے نکلتا ہے تو ایک اور ٹریجڈی ہو جاتی ہے؟'' سرسری انداز میں کہتے وہ زمر کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

زمر پلک بھی نہ جھپک سکی۔''وہ اس کا بھانجا ہے ہاشم!''

''جیسے وارث اس کا بھائی تھا اور زرتاشہ اس کی بیوی تھی؟''

زمر نے آنکھیں سکیڑ کر قدرے تعجب سے اسے دیکھا۔''فارس کا سعدی والے واقعے میں کوئی ہاتھ نہیں ہے وہ اس وقت کہیں اور تھا۔''

''اوہ کم آن زمر!'' ہاشم نے بیزاری سے ہاتھ چہرے کے آگے جھلایا۔''اس کے پاس ہمیشہ alibi ہوتا ہے آپ اس پہ اتنا سب کچھ ہونے کے بعد بھی کیسے اعتبار کر سکتی ہیں؟ وہ فارس ہے اس سے کچھ بھی بعید ہے۔ ہم سب جانتے ہیں، آپ نے اس سے کیوں شادی کی۔ اور میرے نزدیک تو اس کے جرائم میں آج ایک جرم کا مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ اب وہ وقت ہے جب آپ کو فارس کے خلاف کوئی ٹھوس قدم اٹھانا چاہیے۔''

زمر نے لب بھینچ لیے اور تیز نظروں سے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔''آپ پوچھیں گے نہیں کہ اس کا alibi کون ہے؟''

''اس دفعہ کون ہے؟'' اس نے استہزائیہ سر جھٹکا۔

''میں! وہ اس وقت میرے ساتھ تھا۔''

لمحے بھر کو وہ کچھ بول نہیں سکا پھر وضاحتی انداز میں گویا ہوا۔''میں فارس پہ اعتبار نہیں کر سکتا میں آپ سے ہوں سعدی میرا دوست تھا اور....''

''او کے ہاشم ایک بات۔'' وہ ایک ہاتھ اونچا کر کے اسے درمیان سے ٹوکتی اس کی آنکھوں میں دیکھ کر اسی سرد مہری سے بولی۔''آپ فارس کو ناپسند کرتے ہیں مگر مجھ سے زیادہ نہیں۔ آپ سعدی کو پسند کرتے ہیں مگر مجھ سے زیادہ نہیں۔ اس لئے میری یہ بات پہلی اور آخری دفعہ دھیان سے سنیئے۔ فارس...نے...یہ...نہیں کیا۔ اپنے پچھلے اعمال کا وہ حساب دے گا مگر آپ...آپ نے اگر اپنے خاندانی تنازعات کے بدلے کے طور پہ فارس کے خلاف میرے بھتیجے کی ٹریجڈی کو استعمال کرنا چاہا تو آپ مجھے اپنا دشمن بنا لیں گے۔ دوست ہم پہلے بھی نہیں تھے۔''

ہاشم نے ٹھنڈی سانس بھری۔''آپ مجھے غلط سمجھ رہی ہیں۔''

''یہ موضوع ختم ہوا۔'' وہ ایک سلگتی ہوئی نگاہ اس پہ ڈال کر آگے بڑھ گئی۔ ابھی دروازے کے قریب آئی تھی کہ وہ کھلا اور فارس باہر نکلتا دکھائی دیا۔ اسے دیکھ کر رکا اور ہٹ کر راستہ دیا۔ زمر آگے نہیں بڑھی وہیں کھڑے فارس کو دیکھا اور کافی صاف آواز میں بولی۔

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

''میں تمہارے ساتھ چلوں گی۔میری کار میں کچھ مسئلہ ہے۔'' کنکھیوں سے نظر آرہا تھا کہ باغیچے میں کھڑا ہاشم ہلکا سا چونکا تھا۔

''اوکے میں انتظار کررہا ہوں۔'' فارس ایک سنجیدہ مگر حیران نظر اس پہ ڈال کر آگے چلا آیا۔

زمر اندر آئی' کمرے سے اپنی ایک دو چیزیں اٹھائیں تو لاؤنج میں بیٹھی جواہرات کی آواز سماعت میں پڑی۔

''اب تم لوگوں کو اس جگہ نہیں رہنا چاہیے۔یہ علاقہ محفوظ نہیں ہے۔'' وہ حنین سے کہہ رہی تھی۔زمر ٹھہر کر کچھ سوچنے لگی' پھر سر جھٹک کر باہر نکل آئی۔

پرس کہنی پہ لٹکائے اس نے باہر قدم رکھا تو دیکھا فارس گاڑی کی طرف جاتے ہوئے رک کر ہاشم سے کچھ کہہ رہا تھا۔دونوں کا انداز عام اور سرسری تھا۔زمر خاموش نظروں سے ان کو دیکھتے ہوئے کار کی طرف چلی آئی۔

☆☆☆☆☆☆☆

نئی منزل کی راہ ڈھونڈو تم!

میرے غم سے پناہ ڈھونڈو تم!

چند منٹ بعد' جب کار سڑک پہ رواں تھی تو فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی زمر نے' موبائل پہ چلتا ہاتھ روک کر' سرسری سا پوچھا۔

''ہاشم تم سے کیا کہہ رہا تھا؟''

وہ ڈرائیو کرتے ہوئے چونکا' رخ ذرا پھیر کر اسے دیکھا۔وہ سر جھکائے' موبائل پہ لگی تھی۔

''پولیس کی کارروائی کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔''

''کیا تم نے اسے کسی ممکنہ گواہ کا بتایا؟''

''نہیں تو۔''

''اس کو کچھ مت بتانا۔''

''کیوں؟'' فارس نے چونک کر اسے دیکھا۔زمر نے چہرہ اٹھایا تو اس کی آنکھوں میں وہی ازلی سرد مہری تھی۔

''یہ مت سمجھنا کہ تمہیں فیور دے رہی ہوں میں صرف یہ نہیں چاہتی کہ سعدی کے کیس کی تفتیش پہ ہاشم اثر انداز ہو۔'' کہتے ہوئے وہ چہرہ موڑ کر کھڑکی کے باہر گزرتا ٹریفک دیکھنے لگی۔''ہاشم نے مجھے کہا ہے کہ یہ واقعہ میں تمہارے اوپر ڈال دوں۔''

اسٹیئرنگ وہیل پہ اس کے ہاتھوں کی گرفت سخت ہوئی' بے یقینی سے اس نے زمر کو دیکھا۔

''یہ کہا اس نے؟'' اس کے کان سرخ ہوئے' آنکھوں میں طیش ابھرا۔پھر لب بھینچ لیے اور غصے سے ایکسلیٹر پہ پاؤں کا زور بڑھا دیا۔

اندر ہی اندر لاوا سا ابلنے لگا تھا۔

''مجھے پتہ ہے اس میں تمہارا ہاتھ نہیں ہے' لیکن اپنے پچھلے اعمال کا تم حساب دو گے۔ایک دفعہ یہ معاملہ ختم ہو جانے دو۔'' باہر دیکھتی وہ تلخی

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

سے کہہ رہی تھی جب اس نے زور سے بریک پہ پیر رکھا' کار جھٹکے سے رکی' وہ بے اختیار ڈیش بورڈ پہ جھکتی گئی مگر خود کو سنبھال لیا۔ غصے سے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا تو وہ اس سے زیادہ اشتعال سے اسے گھور رہا تھا۔

''بس بہت ہو گیا۔ بہت سن لی میں نے آپ کی بکواس۔'' وہ غصے سے غرایا تھا۔ زمر ذرا پیچھے ہوئی۔

''ہاشم کو دیکھ لوں گا میں' مگر اب آپ کا بھی لحاظ نہیں کروں گا۔ اس لئے آئندہ میرے آگے زیادہ بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بہت دیکھ لیا میں نے اپنے گھر والوں کو قتل ہوتے اور خود پہ الزام لگتے۔ آج کے بعد کوئی مجھے نہیں بتائے گا کہ میں نے کیا کرنا ہے۔ سمجھیں آپ؟''

آنکھوں میں تپش لئے اس کو دیکھ کر کہتے وہ کار سے نکلا اور ٹھاہ دروازہ بند کیا۔

وہ تنفر اور بے بسی سے اسے گھورتی وہیں بیٹھی رہی۔ کار ہسپتال کے سامنے رکی کھڑی تھی اور وہ چابیاں جیب میں ڈالتا اب اس طرف جا رہا تھا۔

چند منٹ بعد وہ ہسپتال میں ایک کمرے کے باہر کھڑے تھے۔ بیگ کہنی پہ ٹکائے' سن گلاسز گھنگریالے بالوں پہ اوپر چڑھائے' وہ آج سیاہ پاجامے پہ ہلکی سبز لمبی قمیض پہنے ہوئے تھی' اور سبز دوپٹہ دائیں کندھے پہ تھا۔ سکون سے کھڑی وہ فارس اور سیکیورٹی آفیسر کو بحث کرتے دیکھ رہی تھی۔ سیکیورٹی ٹیم کے دو افراد دروازے کے آگے کھڑے تھے۔

''سر' میں آپ کو بتا چکا ہوں، ہم نے پولیس کے حوالے سب کچھ کر دیا ہے' اگر آپ کو مزید کوئی فوٹیج نکلوانی ہے تو کورٹ آرڈر لانا ہوگا۔ ورنہ میں آپ کو اس کمرے میں داخل نہیں ہونے دے سکتا۔''

''اور آپ کا قانون اس وقت کہاں تھا جب میرے بھانجے کو ہسپتال سے اغوا کیا گیا؟ ہاں؟'' غصے سے بولتے اس کی آواز بلند ہو رہی تھی۔

زمر گھنگھریالی لٹ انگلی پہ لپیٹ رہی تھی۔

''سر' مجھے مجبوراً سیکیورٹی سے آپ کو باہر نکالنے کو کہنا پڑے گا۔'' سرد لہجے میں کہتے آفیسر ساتھ میں اسے تیز نظروں سے گھور بھی رہا تھا۔ پیچھے کھڑے دونوں اہلکار آگے ہوئے۔ ہاتھ اس کی طرف بڑھائے۔

''اے.... ہاتھ نہیں لگانا۔'' اس نے سختی سے ہاتھ اٹھا کر ان کو روکا۔

''السلام وعلیکم۔'' وہ نرم سا مسکراتی' کھنکھاری۔ فارس نے بس ایک تیز نظر اس پہ ڈالی۔ مگر وہ سیکیورٹی آفیسر کو دیکھ رہی تھی۔

''میں زمر یوسف ہوں' ڈسٹرکٹ...''

''میم مجھے پتہ ہے آپ کون ہیں' اور نہیں' ہم آپ کو کوئی ٹیپ نہیں دے سکتے۔ اگر آپ کو ٹیپ چاہیے تو وارنٹ لے کر آئیں۔'' اس نے سختی سے زمر کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔ وہ اسی طرح مسکراتی رہی۔

''او کے۔ کل عدالت کھلے گی تو میں وارنٹ لے آؤں گی' مگر آپ نے یہ نہیں پوچھا کہ میں کس فوٹیج کا وارنٹ لاؤں گی؟''

''میم' میں آپ کو بہت تحمل سے...''

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

''کل جب میں کورٹ جاؤں گی تو جانتے ہیں کن کے وارنٹ نکلیں گے۔16 مارچ کا جب ایک ممبر قومی اسمبلی کی نوکرانی کا الیگل ابارشن آپ کے ہاسپٹل میں ہوا تھا' ستائیس جنوری کا جب آپ کے وارڈ سے دو نومولود بچے غائب ہوئے تھے' اور آپ کی فارمیسی کے ریکارڈز کا سرچ وارنٹ بھی جہاں پچھلے تین مہینے میں آپ کے ایک خود ساختہ ملٹی وٹامن نے آدھ درجن عورتوں کے مبینہ طور پہ مس کیرج کروائے ہیں اور جہاں تک مجھے معلوم ہے' وہ ملٹی وٹامن ابھی مکمل طور پہ اپروو نہیں ہوا۔سو پتہ ہے کیا آفیسر' یہ ایک اچھا اور بڑا ہسپتال ہے' مگر یہ ایک پرائیوٹ ہسپتال ہے' اور سرکار ایک نجی ہسپتال کے ساتھ کیا کر سکتی ہے' یہ ہم دونوں جانتے ہیں' سو اب آپ مجھ سے پوچھیں کہ مجھے کیا چاہیے؟'' ایک سانس میں تیز تیز بولنے کے بعد وہ رکی اور مسکرا کر باری باری ان تینوں کے چہروں کو دیکھا۔

آفیسر ان چارج غصے بھری بے بسی سے اسے گھورتا رہا ''میم!.....''

''مجھ سے پوچھئے آفیسر کہ.....مجھے.....کیا.....چاہیے!''

اس نے ضبط سے گہری سانس لی۔''آپ کو.....کیا چاہیے؟''

''جب آپ سامنے سے ہٹ کر مجھے کنٹرول روم میں جانے کا راستہ دیں گے' تب ہی میں بتا سکوں گی۔''

آفیسر چند لمحے اسے گھورتا رہا' پھر دوسروں کو اشارہ کرتا ایک طرف ہٹا اور دروازہ کھول دیا۔زمر نے ایک چبھتی ہوئی (مگر فاتحانہ) نظر فارس پہ ڈالی۔جس کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑ چکے تھے' اور آگے بڑھ گئی۔پھر بظاہر انہی سخت تاثرات کو چہرے پہ طاری کیے' وہ اس کے عقب میں اندر داخل ہوا۔

چند منٹ بعد ایک کمپیوٹر اسکرین کے سامنے کرسی پہ موجود سی آر انچارج فولڈرز کھول کھول کر ان کو مطلوبہ فوٹیجز دکھا رہا تھا۔زمر اس کی کرسی کے ساتھ کھڑی' ذرا جھک کر دیکھ رہی تھی' اور فارس اس کے کندھے کے پیچھے کھڑا تھا۔

''دو لوگ تھے۔'' وہ اسکرین کو دیکھتے ہوئے بڑبڑاتی جہاں کاریڈور میں دو ماسک والے وارڈ بوائز اسٹریچر لاتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔اسٹریچر پہ لیٹے لڑکے کے اوپر چادر ڈلی تھی' مگر سر سے ذرا سے گھنگریالے بال نظر آتے تھے۔زمر کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ پھنسنے لگا مگر اس نے پلکوں کو جھپک کر نمی اندر دبالی۔

''یہ فوٹیج پولیس کے پاس بھی ہے۔یہ نہیں چاہیے۔'' فارس نے بے زاری سے آپریٹر کو دیکھا تھا۔''لفٹ کی فوٹیج کہاں ہے؟''

آپریٹر نے سر ہلا کر ایک اور فولڈر کھولا۔تھیٹر میں اسٹریچر لانے سے قبل وہ دونوں لفٹ سے اترے تھے۔یہ اس سے پہلے کی ٹیپ تھی۔لفٹ میں وہ دونوں کھڑے تھے۔ان کے سروں پہ سبز ٹوپیاں اور چہرے پہ سبز ماسک تھے۔دفعتاً ایک وارڈ بوائے جس کا رخ کیمرے کے عین سامنے تھا' اس نے چھینکنے کو منہ پہ ہاتھ رکھا۔پھر چھینک مار کر ماسک ہٹایا' رومال سے منہ صاف کیا اور ماسک درست کر لیا۔

''پیچھے کرو۔'' آپریٹر نے پیچھے کر کے روکا' اور تصویر کو بڑا کیا۔وارڈ بوائے کا چہرہ کافی واضح تھا۔وہ ایک پکی عمر کا مرد تھا اور اس کی گھنی مونچھیں تھیں۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

''کیا آپ نے پولیس کو یہ دکھایا؟'' اس نے باری باری آپریٹر اور سیکیورٹی آفیسر کو گھورا۔ آفیسر جو سینے پہ بازو لپیٹے کھڑا تھا' ذرا بے زار ہوا۔

''نہیں' کیونکہ انہوں نے یہ فوٹیج نہیں مانگی تھی۔''

فارس نے جیب سے ایک فلیش نکالی اور سسٹم میں داخل کی، سیکیورٹی آفیسر فوراً آگے بڑھا۔ ''نہیں' آپ میرا ڈیٹا کاپی نہیں کر سکتے۔''

''میں تمہارے سامنے کل کی تمام فوٹیجز کاپی کرنے لگا ہوں اور تم مجھے خاموشی سے یہ کام کرتے دیکھو گے۔'' پھر آپریٹر کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔

''جو فولڈرز میں کہہ رہا ہوں' وہ کاپی کرتے جاؤ۔ شاباش!'' آپریٹر نے بے بسی اسے انچارج کو دیکھا جو محض خون کے گھونٹ پی کر کھڑا رہا' دوبارہ کچھ نہیں بولا۔

''یہ بھی کرو... اور یہ بھی... مجھے کیا دیکھ رہے ہو؟''

''مگر سر یہ دوسرے فولڈر کی ویڈیو...''

''میرا دماغ پہلے بہت گھوما ہوا ہے' مجھے مزید خراب مت کرو۔'' وہ جس طرح اس لڑکے کو گھور کر بولا تھا زمر نے ناپسندیدگی سے اسے دیکھا اور وہاں سے ہٹ کر دروازے کے پاس آ کھڑی ہوئی۔ وہ کرسی کے ساتھ جھکا' انگلی سے اسکرین کی طرف اشارہ کرتے آپریٹر کو ہدایات دے رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

ابھی سے برف الجھنے لگی ہے بالوں سے
ابھی تو قرض ماہ و سال بھی اتارا نہیں!

اس اپارٹمنٹ کی دیواریں خوبصورت سجاوٹ سے ڈھکی تھیں اور فرش شیشے سے چمکدار تھے۔ لونگ روم میں ٹی وی بلند آواز سے چل رہا تھا اور بڑے صوفے پہ نیم دراز نوشیرواں' پاؤں میز پہ رکھے' ناپسندیدگی سے اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔ رف ٹی شرٹ اور کھلے ٹراؤزر میں ملبوس' اس کا منہ بھی دھلا ہوا نہیں لگتا تھا۔ پھر اسی بے زاری سے اس نے موبائل اٹھایا اور نمبر ملا کر کان سے لگایا۔

''ہاں شیرو' تم ٹھیک ہو؟'' ہاشم مصروف سے انداز میں بولا تھا۔

''خاک ٹھیک ہوں؟ قید پڑا ہوں ادھر۔''

''میں نے کہا تھا' گھر میں بند مت رہو۔ دبئی میں اپنے ایک ایک دوست سے ملو' تاکہ سب کو معلوم ہو کہ تم ادھر ہو اور ادھر ہی تھے۔ جو بھی پوچھے تو کہنا کہ میں اتوار کی رات آیا ہوں۔ سمجھے؟''

''آپ تو ایسے برتاؤ کر رہے ہیں جیسے واقعی مجھے کبھی گرینڈ جیوری کے سامنے پیش ہونا پڑے گا۔ خدا کے لئے بھائی...''

''شکر ادا کرو کہ میں نے تمہیں بچا لیا ہے اور سب سنبھال لیا ہے' لیکن اگر اب تم نے میری بات نہ مانی نا شیرو' تو میں اگلی دفعہ تمہیں نہیں

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

بچاؤں گا۔اب میرا دماغ مت خراب کرو اور دوستوں کو جا کر ملو۔" تلخی سے کہہ کر فون رکھ دیا گیا۔نوشیرواں غصے سے موبائل کو گھور کر رہ گیا۔

پھر اٹھا اور اوپن کچن کی طرف آیا۔فریج کا دروازہ کھولا' جوس کا ڈبہ نکالا اور اوپر لگے اسٹینڈ میں لٹکا الماشیشے کا گلاس اتار کر کاؤنٹر پہ رکھا۔

پھر انگور کا مشروب اس میں انڈیلا۔سرخ مائع گلاس میں بھرنے لگا۔گلاس اٹھا کر وہ ہونٹوں کے قریب لے کر گیا تو....مشروب کے سرخ رنگ میں وہی منظر ابھرنے لگا....

بجری اور سیمنٹ کے ڈھیر کے قریب گرا لڑکا' اس کی اکھڑتی سانسیں۔کھلتی، بند ہوتی آنکھیں اور....خون کا تالاب...سرخ تازہ سرخ پانی جو بہتا جا رہا تھا۔۔۔

ایک دم اس کا دل اچاٹ ہو گیا۔بے زاری سے اس نے سرخ مشروب سنک میں انڈیل دیا۔چہرے پہ شدید جھنجلاہٹ در آئی تھی۔

"کیا مسئلہ ہے۔" اکتا کر وہ چلا آیا اور پھر سے صوفے پہ گرا موبائل اٹھا۔کچھ دیر منہ بگاڑے موبائل دیکھتا رہا' پھر ایک دم سیدھا ہو کر بیٹھا۔تاثرات بدلے۔فوراً سے نمبر ملا کر فون کان سے لگایا۔

"ہیلو....شیری....کیسی ہیں آپ؟میں نے ابھی آپ کی اپ ڈیٹ دیکھی۔آپ دبئی میں ہیں؟جی میں بھی ادھر ہی ہوں...آج صبح ہی پہنچا ہوں۔کیا ہم مل سکتے ہیں؟" آنکھوں میں امید جاگی اور چہرے پہ جوش سا ابھرا۔

"اوکے۔میں آجاؤں گا۔" بالآخر وہ مسکرایا اور موبائل کان سے ہٹایا۔سرخ دل نے سرخ پانی کو ذہن سے محو کر دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

مرے خدا مجھے اتنا تو معتبر کر دے

میں جس مکان میں رہتا ہوں اس کو گھر کر دے

چھوٹے ماموں کے سامنے کار روکتے ہوئے وہ اس کی طرف دیکھے بغیر بولا۔"وہ فوٹیج اے ایس پی کے حوالے کر دی ہے۔وہ کہہ رہا تھا۔وہ اس آدمی کو پہچانتا ہے' جلد اسے گرفتار کر لیا جائے گا۔" زمر نے کوئی تاثر دیے بغیر پرس اٹھایا اور لاک کھولا۔فارس نے نظریں پھیر کر اسے دیکھا۔وہ گھنگریالے بال کان کے پیچھے اڑستی اپنی طرف کا دروازہ کھول رہی تھی۔

"میں نے ایک فیصلہ کیا ہے۔ان لوگوں کو ادھر نہیں چھوڑ سکتا۔اب وہ ہماری طرف رہیں گے اگر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو ابھی بتا دیں۔" سنجیدگی سے کہتے ہوئے اس نے دروازہ کھولا۔

"اگر ابا کو تم ہمارے ساتھ رہنے کے لئے راضی کر لو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" بظاہر اس نے سپاٹ انداز میں کہا اور آگے بڑھ گئی مگر چہرے پہ واضح اطمینان اتر آیا تھا گویا کوئی ان کہی خواہش پوری ہوئی ہو۔

وہ بنا چاپ کے اندر راہداری میں آئی تو لاؤنج سے آوازیں آ رہی تھیں۔

"فارس صبح کہہ رہا تھا کہ ہم اب اس کے ساتھ جا کر رہیں۔" ندرت تھکی تھکی سی کہہ رہی تھیں۔زمر کے قدم راہداری میں سست ہو گئے کیونکہ

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

حنین آگے سے بہت خفگی سے بولی تھی۔

''ہمارا بھائی کھو گیا ہے تو ہم اتنے بے آسرا ہو گئے ہیں کہ گھر بدر ہو جائیں؟'' شاید وہ پھر سے رونے لگی تھی۔

''تمہیں' اسامہ اور تمہاری امی کو ان کے ساتھ جا کر رہنا چاہیے۔ یہاں اکیلے نہیں رہ سکتے تم لوگ۔'' ابا کی آواز میں بھی تکان تھی۔ صبح سے سعدی کو در در کر اب سب نڈھال بیٹھے تھے۔

''ماموں پہ بوجھ کیوں بنیں؟ آپ اپنے کرائے داروں کو فارغ کر دیں' ہم وہاں چلے جاتے ہیں۔''

''کون سے کرایے دار؟''

''وہ جو آپ کے پلاٹ پہ گھر بنا تھا' اور اس میں نئے کرایے دار آئے تھے۔'' وہ ان کو یاد کروا رہی تھی۔ زمر نے دیوار سے لگے' آنکھیں بند کر لیں۔

''گھر؟'' ابا حیران ہوئے۔ ''تمہیں کس نے کہا؟''

''میری فرینڈ کا گھر بھی ہے اسی کالونی میں۔ اس کی طرف گئی تو دیکھا تھا۔''

''وہ پلاٹ تو زمر نے کب کا بیچ دیا۔ حنین۔'' ندرت نے بتایا۔

چند لمحے کے لئے لاؤنج سے کوئی آواز نہ آئی۔ راہداری میں کھڑی زمر نے آنکھیں کھولیں۔

''بیچ دیا؟'' حنین شاکڈ تھی۔ ''مگر کیوں؟''

''اس کو شاید کسی مقدمے کے لئے رقم چاہیے تھی۔'' ندرت نے بے پرواہی سے بتایا، گویا یہ ذکر غیر اہم تھا۔ ابا خاموش رہے۔

''مقدمے کے لئے؟ اف۔ بڑے ابا۔ آپ نے ان کو یوں کرنے کیسے دیا؟ وہ آپ کے لئے ایک سیکیورٹی تھی۔ ایک سہارا تھا۔''

''وہ زمر کا تھا۔''

''ہونہہ۔'' حنہ کی تلخی سے بھری آواز آئی تھی۔ ''اور زمر صرف اپنا سوچتی ہیں۔'' اور پھر غصے سے بولتی اٹھ کر آئی تو وہ راہداری میں کھڑی تھی۔ اسے دیکھ کر ایک دم ٹھہر گئی۔ نظریں اس کے عقب میں گئیں تو زمر نے بھی چونک کر گردن موڑی، فارس بھی پیچھے کھڑا تھا' مگر زمر کے چہرے کے برعکس اس کی آنکھوں میں حنین کے لئے ناراضی تھی۔

''بھائی کا کچھ پتہ چلا؟'' اس نے بے تابی سے فارس کو مخاطب کیا۔ مگر اس کے نفی میں ہلتے سر کو دیکھ کر اس کی آنکھیں ڈبڈبائیں اور وہ تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی۔

وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہوئے لاؤنج میں داخل ہوئے۔

بڑے ابا اور ندرت' دونوں نے بے قراری سے ان کو دیکھا' مگر... چہروں پہ لکھی تحریر پڑھ لی اور نگاہیں مایوس پلٹ آئیں۔ وہ سامنے صوفے پہ جا کر بیٹھا۔ زمر چوکھٹ میں کھڑی رہی۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

''میں جاتے وقت آپا کو بتا کر گیا تھا' کہ اب آپ لوگ ہمارے ساتھ چل کر رہیں گے۔'' اس نے بات کا آغاز ابا کو دیکھتے ہوئے کیا۔ انہوں نے اونہوں نفی میں گردن ہلائی۔

''میں اسی گھر میں ٹھیک ہوں' صداقت ہے میرے پاس۔ ہاں تم باقی سب کو لے جاؤ۔'' ایک ہی دن میں وہ کمزور نظر آنے لگے تھے۔

''ابا وہ گھر آپ نے مہینے کے آخر میں ویسے بھی خالی کرنا تھا' اور یہ جگہ اب رہنے کے قابل نہیں۔ اس لئے پلیز ضد مت کیجئے اور ہمارے ساتھ چلیں۔''

''زمر ٹھیک کہہ رہی ہیں' اب آپ کا کہیں اور رہنا صحیح نہیں ہے۔'' وہ ابا کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ابا مسلسل انکاری تھے اور ندرت متامل تھیں۔

''فارس' ہم اتنے سارے لوگ کیسے رہیں گے ادھر؟''

''اتنا چھوٹا نہیں ہے وہ گھر۔ تین بیڈ روم ہیں۔ نیچے والا، یوسف صاحب اور سیم لے لیں گے' صداقت پورچ کے ساتھ سرونٹ روم میں رہ لے گا' اور اوپر....'' وہ رکا' ایک نظر زمر کو دیکھا' وہ بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ ''اوپر میرا اور زرتاشہ والا پرانا کمرہ آپ کے اور حنین کے لئے کافی ہے۔ باقی... ہمارا تو ویسے بھی امی والا کمرہ ہے۔'' اب کے اس نے زمر کو دیکھے بنا سنجیدگی سے بات مکمل کی۔ دروازے پر رکھے اس کے ہاتھ کی گرفت سخت ہوئی تھی' لب بھینچ گئے' ایک خاموش تیز نظر اس پہ ڈالی مگر جب بولی تو آواز ہموار تھی۔

''سب آرام سے آجائیں گے۔ آپ بس چلنے کی تیاری کریں۔'' اور مڑتے ہوئے کانوں میں ندرت کی آواز پڑی۔

''میرا بیٹا ہوتا تو ہمیں کبھی یوں نہ جانے دیتا...''

بڑے ابا مسلسل انکار کر رہے تھے اور فارس کچھ کہہ رہا تھا مگر زمر سنے بغیر آگے چلتی آئی۔ سعدی کا کمرہ خالی پڑا تھا۔ وہ دیوار سے لگے اس کے بیڈ پہ بیٹھی' جوتے اتار کر پیر اوپر کر لئے اور دیوار سے ٹیک لگا لی۔ آنکھوں میں پانی سا ابھر رہا تھا' جس کو اندر اتارے بنا' دیوار سے سر ٹکائے' بس چپ چاپ سامنے دیکھے گئی۔ دل خالی تھا' ہاتھ خالی تھے' دنیا خالی تھی۔

اسی دیوار کے دوسری طرف حنین کے کمرے میں بھی ایسے ہی بیڈ لگا تھا' اور وہ بھی اسی دیوار سے لگی' اکڑوں بیٹھے' سر گھٹنوں پہ رکھے رو رہی تھی۔ دل خالی تھا' ہاتھ خالی تھے' دنیا خالی تھی۔

دونوں ایک ہی بات سوچ رہی تھیں۔

ہمارا سعدی کہاں ہوگا اس وقت؟

☆☆☆☆☆☆☆

بلند ہاتھوں میں زنجیر ڈال دیتے ہیں

عجب رسم چلی ہے، دعا نہ مانگے کوئی

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

اس نے بدقت آنکھیں کھولیں تو دھندلی سی چھت نظر آئی۔ پلکیں آہستہ سے جھپکیں تو منظر قدرے صاف ہوا۔ سعدی کے چہرے پہ تکلیف ابھری، حسیات جاگنے کے ساتھ درد شدت سے لوٹ آیا تھا۔ وہ ہلکا سا کراہا۔ پھر گردن موڑی۔

وہ ہسپتال کے بیڈ پہ لیٹا تھا' اور اس کے ارد گرد ایک کشادہ اور چمکتا ہوا کمرہ تھا۔ اس نے کہنی کے بل اٹھنے کی کوشش کی' مگر جسم جیسے جام ہو چکا تھا۔

''آہ۔'' اذیت کے احساس سے آنکھیں میچ لیں۔

''ریلیکس' آرام سے....'' ایک عورت تیزی سے اس کے قریب آئی تھی۔ سعدی نے مندی مندی سی آنکھیں کھولیں۔ یہ چہرہ.... وہ اسے پہچانتا تھا مگر اس وقت ذہن میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کون ہے۔

''امی کہاں ہیں؟'' وہ آنکھیں بند کرتے ہوئے بڑبڑایا۔

''آپ کو پانی چاہیے؟ یا کچھ اور؟ کہیں تکلیف ہو رہی ہے؟'' آواز' لہجہ سب شناسا تھا' مگر یہ کون...؟ اس نے پلکیں جھپکیں۔ خود پہ جھکی اسمارٹ سی اعورت کا چہرہ واضح ہوا۔ بھورے سنہرے رنگے بال اور سفید جلد....

''میری امی کہاں ہیں؟'' اس نے پھر اٹھنے کی کوشش کی مگر وہ اٹھ نہیں پا رہا تھا۔

''آپ کو پانی دوں؟'' اب کے سعدی نے الجھن سے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔ کیا وہ اس کی بات سن نہیں سکتی تھی؟ اس نے پھر اٹھنے کی سعی کرنی چاہی' مگر کیا شے تھی، جو اس کو حرکت نہیں کرنے دے رہی تھی۔ اس کی نگاہیں اپنے بازوؤں تک گئیں.. دونوں بازو' کہنی سے کلائی تک' بیڈ کے ساتھ اسٹریپس سے بندھے تھے۔

ایک دم سے ذہن پہ دوائیوں سے چھایا نشہ اور غنودگی اترنے لگی۔ اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا۔

''میں کہاں ہوں؟'' بے حد حیرت اور وحشت سے اس نے خود پہ جھکی عورت سے سوال کیا۔

''کیا آپ کو پانی چاہیے؟'' اس نے اسی نرمی سے پوچھا۔ ذہن میں بکھرے ٹکڑے جڑنے لگے۔ اس عورت کو دیکھتی اس کی آنکھیں سکڑیں۔

''میری؟ میری اینجیو؟'' کہنے کے ساتھ اس نے بازو زور سے کھینچے مگر گرفت مضبوط تھی' وہ کسمسا رہے۔

''میں کہاں ہوں؟'' وہ سیدھی ہوئی' سینے پہ بازو لپیٹ کر اسے دیکھا۔

''آپ کو پانی چاہیے یا نہیں؟''

سعدی نے سر تکیے پہ گرا دیا۔ میری کو تکتی اس کی آنکھوں میں زمانے بھر کی حیرت تھی۔

''میں کہاں ہوں؟ میرے گھر والے کہاں ہیں؟'' مگر میری کاؤچ کی طرف گئی، شاید فون وغیرہ پہ کسی کو اطلاع دی، کہ چند لمحے بعد دروازہ کھلا، اور قدموں کی چاپ سنائی دی۔

''میری امی کہاں ہیں؟'' وہ بدقت بول پا رہا تھا۔ تکیے پہ رکھی گردن ذرا موڑی تو دھندلا سا منظر نظر آیا۔ نیلی جینز پہ گھٹنوں تک آتا سفید اوور

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

آل پہنے،ایک لڑکی اس کی جانب آرہی تھی۔اس کے بال سیدھے اور لمبے تھے،کہنی تک آتے،اور گردن میں اسٹیتھ پڑا تھا۔قریب آئی تو چہرہ واضح ہوا۔

گندمی رنگت،اور بڑی بڑی سیاہ آنکھیں اور ان میں ایک معصوم سا تاثر۔نرمی سے مسکراتی،وہ اس سے انگریزی میں اس کی طبیعت پوچھ رہی تھی۔

''میری.....امی کہاں ہیں؟'' وہ اس کو اب کوئی انجیکشن لگا رہی تھی،اور سعدی ایک ہی بات دہرائے جا رہا تھا۔آنکھیں بار بار بند ہو رہی تھیں۔اندھیرا،پھر روشنی،پھر اندھیرا۔

پھر وہ میری کی طرف گھومی۔''اس کے ہاتھ کھول دو کم از کم۔وہ بیمار ہے،اور زخمی بھی۔اس حالت میں بھاگ کر کہاں جائے گا؟'' اس کی آواز میں ترحم تھا۔مقابل کھڑی میری نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔

''تمہیں اس سے بات کرنے کی اجازت نہیں ہے!اپنے کام سے کام رکھو!''

''اپنے باس سے کہو صرف اس کے ہاتھ کھول دیں۔وہ...'' الفاظ گڈمڈ ہو گئے۔اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

سازش تھی رہبروں کی یا قسمت کا پھیر تھا
ہم ہجرتوں کے بعد بھی قاتل کے گھر میں تھے

اس رات قصرِ کاردار کے عقب میں انیکسی کی ساری بتیاں روشن تھیں۔

صداقت کچن میں کھڑا ندرت کے ساتھ چیزیں سیٹ کروا رہا تھا۔ندرت پھر اس کے بعد نہیں روئی تھیں۔دو دن لگے ساری تیاریوں میں اور آج تیسرے دن وہ لوگ بالآخر اس انیکسی میں آچکے تھے۔لاؤنج بھی صفائی کے بعد چمکنے لگا تھا۔لاؤنج میں سے ایک کمرے کا دروازہ کھلتا جس میں بڑے ابا ایک سنگل بیڈ پہ لیٹے تھے،فاصلے پہ دوسرے بیڈ پہ سارے دن کا تھکا ہارا سیم سو رہا تھا۔

اوپر سیڑھیوں چڑھ کر جاؤ تو فارس اور زرتاشہ کے پرانے کمرے کا حلیہ ذرا بدلا ہوا تھا۔فارس کی کوئی چیز ادھر نہ تھی۔حنین اور ندرت کے بیگز اور کپڑے وہاں دکھائی دے رہے تھے۔

ساتھ والے کمرے کا دروازہ بند تھا۔اندر مدھم زرد بتیاں جل رہی تھیں۔(یہ وہی کمرہ تھا جس میں زمر شادی کے دن سے رہ رہی تھی۔) سعدی کے لائے بکس وہیں رکھے تھے گو کہ وہ اب سوکھ چکے تھے۔ایک الماری کھلی تھی اور فارس اس کے سامنے کھڑا اس میں اپنی چیزیں رکھ رہا تھا۔دفعتاً اس نے ہاتھ روک کر ایک نظر ان باکسز پہ ڈالی جن میں زمر کے کاغذات تھے اور جو اس نے (بادلِ نخواستہ) فارس کی چیزوں کے لئے اس الماری سے نکال لئے تھے۔اور پھر گردن موڑ کر اسے دیکھا جو اسٹڈی ٹیبل پہ اس کی طرف پشت کیے لیپ ٹاپ کھولے بیٹھی تھی۔مدھم زرد بتی میں بھی اس کے گھنگریالے بال چمک رہے تھے۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

''آپ یہ باکسز نیچے بیسمنٹ میں رکھ دیں۔ بیسمنٹ کی چابی آپ کی ڈریسنگ ٹیبل پہ پڑی ہے۔'' پچھلے دو دن کی خاموشی کے بعد اس نے پہلی دفعہ اسے مخاطب کیا تھا۔ وہ جواب دیے بنا کام کیے گئی۔ فارس نے گہری سانس لی۔

''آئی ایم سوری اس دن آپ پہ غصہ کر گیا۔''

''آپ کی معذرتوں کا وقت گزر چکا ہے۔'' وہ مڑے بنا' کندھے اچکا کر بولی۔

''کوشش کروں گا اس کمرے میں کم سے کم آؤں اور آپ کو زیادہ پریشان نہ کروں۔ یہ بھی مجبوری ہے۔''

وہ چپ چاپ اسکرین کو دیکھے گئی اور وہ اس کے بالوں کا۔

''اگر آپ میری وجہ سے غیر آرام دہ ہیں تو اس کے لئے بھی معذرت کرتا ہوں۔ یہ آپ کا کمرہ ہے' آپ کا ہی رہے گا۔ میں صوفے پہ سوؤں گا۔ جب تک ہمیں ساتھ رہنا پڑے۔''

زمرکی ٹائپ کرتی انگلیاں تھمیں' گردن موڑ کر جتاتی نظروں سے اسے دیکھا۔

''میں نے اپنے کمرے میں یہ صوفہ آپ کے لئے ہی ڈلوایا ہے۔'' اور واپس گھوم گئی۔ فارس نے ٹھنڈی سانس لی' پھر الماری کا پٹ بند کرتا کھڑکی تک آیا تو دم ٹھہرا۔ پردہ ذرا سرکا کر نیچے دیکھا جہاں برآمدے میں ہاشم کھڑا حنین سے بات کرتا نظر آ رہا تھا۔ فارس کے جبڑے بھنچے۔

وہ تیزی سے باہر نکلا۔

انیکسی کے برآمدے میں وہ کھڑی تھی اور اس کے سامنے ہاشم تھا۔ ہاشم کے عقب میں سبزہ زار اونچا ہوتا دکھائی دیتا اور چوٹی پہ وہ بلند محل تھا۔ مگر جب ہاشم سامنے ہوتا تو دوسری ہر شے اپنا حسن اور عظمت کھو دیتی تھی۔ اب بھی وہ نرمی سے مسکرا کر پوچھ رہا تھا۔

''اچھا کیا جو تم لوگ یہاں آ گئے۔ سیٹل ہو گئے ہو یا کوئی مدد چاہیے؟''

''نہیں' تھینک یو' سب ہو گیا۔'' وہ اداسی سے مسکرائی۔ بال پونی میں بندھے تھے اور لباس ملگجا تھا۔ اس کے مقابلے میں وہ رات کو بھی چمکدار سفید شرٹ میں ملبوس کتنا تازہ دم لگ رہا تھا۔ حنہ کو احساسِ کمتری نے آن گھیرا۔

''وہ بندہ پکڑا گیا یا نہیں؟ جو لفٹ کی فوٹیج میں ملا تھا؟''

''نہیں۔ پتہ نہیں۔'' حنہ نے یاسیت سے شانے اچکائے۔ ہاشم نے غور سے اسے دیکھا۔

''تم اس معاملے میں کوئی دلچسپی کیوں نہیں لے رہی؟''

''پھپھو اور ماموں کر رہے ہیں نا سب۔''

''مگر وہ سعدی کے لیگل وارث نہیں ہیں۔''

''مطلب؟'' اس کے چہرے پہ آتی الجھن دیکھ کر وہ قدرے حیران ہوا۔ ''کیا تمہیں کسی نے نہیں بتایا؟ پھپھو اور ماموں قانونی وارث نہیں ہوتے۔ اس کیس میں صرف تمہاری امی یا تم سعدی کے وارث ہو۔''

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

''اور سیم؟''

''وہ اٹھارہ سال سے چھوٹا ہے' سو وارث نہیں ہو سکتا۔''

''اوہ۔ مگر کیا فرق پڑتا ہے۔'' وہ بے دلی سے سر جھکائے' جوتے سے فرش کھرچنے لگی۔

''تم کتنے سال کی ہو؟'' سامنے' جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑے ہاشم نے پوچھا۔

''بیس۔''

''میں پینتیس سال کا تھا جب میرا باپ مرا۔ میں بیس کا نہیں تھا' پھر بھی لوگوں نے میرا استعمال کرنے کی کوشش کی۔ اس لئے میری نصیحت یاد رکھنا۔ جب آپ کے گھر کا سربراہ ندہے تو آنکھیں اور کان کھلی رکھتے ہیں۔''

حنین چپ چاپ اسے دیکھے گئی مگر اس کے چہرے پہ الجھن بھری ناپسندیدگی کا تاثر تھا۔ ''مگر فارس ماموں اب ہمارے سربراہ ہیں' تو....'' اسی پل دروازہ کھلا اور فارس باہر آیا۔ حنہ نے چونک کر اسے دیکھا۔ ایک دم اپنا آپ چور لگا۔

''ہیلو فارس!'' ہاشم نے اسی طرح مسکرا کر سر کو خم دیا۔ حنہ فوراً اس کی طرف مڑی۔

''ماموں' ہاشم بھائی آپ کا پوچھ رہے تھے' میں سمجھی آپ سو چکے ہیں۔''

فارس نے ایک تیز' سپاٹ نظر ہاشم پہ ڈالی' پھر حنہ کو اشارہ کیا۔ ''اندر جاؤ۔'' آواز میں سختی تھی۔ وہ سر جھکائے ''او کے گڈ نائٹ'' کہتی فوراً اندر کھسک لی۔

اب وہ اپنے گھر کے دروازے کے بالکل سامنے آ کھڑا ہوا۔ آستین چڑھائے' تنے ابرو اور بے دبے غصے کے ساتھ ہاشم کو دیکھا۔

''کیا ہوا؟'' پرسکون کھڑے ہاشم نے ابرو اٹھائے۔

''وقت نہیں مل سکا' کچھ حساب کتاب کرنا تھا تمہارے ساتھ۔'' آنکھوں میں تپش لئے اسے گھورا۔ ''کیا کہہ رہے تھے تم اس دن زمر سے؟ کہ سعدی کا حادثہ میرے سر پہ ڈال دو؟''

''اوہ کم آن!'' ہاشم نے بے حد حیرت سے سر جھٹکا۔ ''کیا اس نے ''یہ'' بتایا ہے تمہیں؟ اور کیا یہ نہیں بتایا کہ اس نے خود کیا کیا؟ اِن فیکٹ مسز غازی نے مجھے بہت صاف لفظوں میں بتایا کہ وہ آپ سے مجھ سے زیادہ نفرت کرتی ہیں۔ اور یہ بھی کہ....'' طنزیہ لہجے میں وہ گویا ہوا۔

''اور یہ بھی کہ اتفاق سے اس دفعہ بھی آپ کے پاس alibi ہے۔ تو میں نے پوچھا' فارس اس وقت کہاں تھا۔ بولیں میرے ساتھ تھا' مگر وہ اپنے تمام اعمال کا حساب بھگتے گا۔ میں نے پوچھا' آپ یہ فارس پہ ڈالنا چاہتی ہیں؟ تبھی تم آ گئے۔ شاید انہوں نے تمہارے سامنے اپنی پوزیشن کلیئر کرنے کے لئے یہ کہا ورنہ.... اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو بہت محتاط رہتا' کیونکہ ہم سب کو پتہ ہے کہ انہوں نے تم سے شادی کیوں کی ہے۔''

''میری بات کان کھول کر سنو ہاشم!'' وہ چبھتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھتا آگے آیا۔ ''یہ میرا گھر ہے' اور زمر میری بیوی ہے۔ مجھے تمہارے

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

مقابلے پہ اس کی بات کا زیادہ یقین ہے، اس لئے۔ میری بیوی سے۔۔۔ دور رہو!" چبا چبا کر ایک ایک لفظ ادا کیا۔ "اگر ایک لمحے کے لئے بھی مجھے لگا کہ تم سعدی کے حادثے کو استعمال کرنے کی کوشش کر رہے ہو تو یاد رکھنا میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے ماروں گا۔" ایک تیز نظر اس پہ ڈال کر وہ مڑنے لگا، پھر رکا۔ "اور ہاں، میرے گھر میری غیر موجودگی میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارا دوست سعدی تھا۔ اس گھر میں اب تمہارا مزید کوئی دوست نہیں ہے۔" اور اندر جا کر زور سے دروازہ بند کر دیا۔

ہاشم بمشکل ضبط کرتا مڑا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا سبزہ زار پہ چلتا گیا۔ اس کے چہرے پہ شدید غصہ تھا۔ اس کے کمرے کی بالکونی سامنے تھی۔ بیرونی زینے سے وہ بالکونی پہ چڑھا اور اندر کمرے میں آ کر موبائل پہ نمبر ملایا۔ خاور نے پہلی گھنٹی پہ کال اٹھائی۔

"جی سر؟"

"خاور، مجھے نہیں پتہ تم یہ کیسے کرو گے۔۔۔۔" غصیلی آنکھوں کے ساتھ وہ فون میں غرایا تھا۔ "مگر مجھے فارس غازی جیل کے اندر چاہیے، کبھی بھی باہر نہ نکلنے کے لئے۔"

"او کے سر۔ میں کچھ کرتا ہوں۔"

کال بند ہوئی تو ہاشم نے اسی برہمی سے فون صوفے پہ پھینک دیا۔ اور منہ ہی منہ میں چند انگریزی گالیاں اسے نکالیں۔ غصہ کم ہونے میں نہیں آ رہا تھا۔

انیکسی کے اندر فارس سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آیا تو حنہ کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور وہ بجھے چہرے کے ساتھ بیڈ پہ بیٹھی تھی۔ وہ چوکھٹ میں ٹھہرا۔

"آئندہ ہاشم سے زیادہ بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اچھا آدمی نہیں ہے۔" نہ سختی، نہ نرمی، بس ہموار لہجے میں کہہ کر اس کا "جی اچھا" میں جھکتا سر دیکھ کر وہ اپنے کمرے کی طرف آ گیا۔ (اپنا کمرہ؟)

ہلکی دستک دے کر دروازہ کھولا تو کمرے کی بتی بجھی تھی، بس صرف ڈریسنگ روم کا بلب جل رہا تھا۔ اسٹڈی ٹیبل خالی تھی۔ وہ بیڈ پہ لحاف گردن تک اوڑھے، آنکھوں پہ بازو رکھے لیٹی تھی۔ (کیا یہ میرے جانے کا انتظار کر رہی تھی؟) وہ آہستہ سے دروازہ بند کرتا بیڈ کے قریب آیا۔ دوسرا تکیہ اٹھایا اور صوفے پہ رکھا۔ پھر یونہی گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ آنکھیں بازو سے ڈھکی تھیں، مگر ناک کی لونگ دمکتی نظر آ رہی تھی۔ فارس کے چہرے پہ چھائے تنے تاثرات ڈھیلے پڑے۔ نظر زمر کی سائیڈ ٹیبل پہ پڑی۔ وہاں دوائیں رکھی تھیں، اور ساتھ میں جگ گلاس۔ جگ خالی تھا۔ اس نے جگ اٹھایا اور باہر نکل گیا۔ واپس آیا تو وہ پانی سے بھرا تھا اور ٹھنڈے پانی کے باعث جگ کو پسینہ آیا ہوا لگتا تھا۔

جگ واپس دھرتے اس نے گردن جھکا کر ذرا سے دیکھا۔ وہ جاگ رہی تھی، وہ جانتا تھا۔ ایک تلخ مسکراہٹ لبوں پہ ابھر کر معدوم ہوئی۔ پھر صوفے کی طرف آ گیا۔

گھر کی بتیاں آہستہ آہستہ بجھنے لگیں۔ خاموشی چھانے لگی۔ کتنے ہی پل ان کے کمرے میں آہستہ سے سرک گئے۔ وہ ہنوز بازو آنکھوں پہ

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

رکھے لیٹی تھی اور وہ صوفے پہ نیم دراز سینے پہ لیپ ٹاپ رکھے ہسپتال کی فوٹیج بار بار دیکھ رہا تھا۔ اندھیرے میں اسکرین کی روشنی اس کے چہرے کو چمکا رہی تھی۔ ڈریسنگ روم کی بتی اب بند تھی اور باقی کمرہ اندھیرے میں ڈوبا تھا۔

ایک دم سے وہ اٹھ بیٹھی۔ بالکل سیدھی۔ فارس نے چونک کر اسے دیکھا۔

وہ پاؤں نیچے اتارے بالکل دم بخود سی بیٹھی تھی۔ ''اوہ!'' وہ ہلکا سا بڑبڑائی۔

''زمر... آپ ٹھیک ہیں؟'' وہ لیپ ٹاپ میز پہ رکھتا خود بھی اٹھ بیٹھا۔ زمر نے چونک کر اسے دیکھا۔ نیم اندھیرے میں بھی اتنا واضح تھا کہ اس کی آنکھیں خوابیدہ تھیں۔ شاید وہ سو گئی تھی اور کچی نیند سے جاگی تھی۔

''وہ... ویڈیو....'' وہ بے خودی کے عالم میں بولی۔

''کون سی ویڈیو؟ ہاسپٹل والی؟'' وہ ایک طرف کو ہو بیٹھا۔ ''آیئے، دیکھ لیجئے۔''

وہ ایک دم اٹھی اور ننگے پیر تیزی سے اس تک آئی۔

''کیا آپ اس ویڈیو کی بات کر رہی ہیں؟ بیٹھ جایئے'' وہ جو کافی مضطرب سی لگ رہی تھی صوفے کے کنارے ٹک گئی اور آگے کو جھک کر اسکرین دیکھی۔ ہسپتال کے ایک کاریڈور کی فوٹیج چل رہی تھی۔

''اونہوں... لفٹ والی....'' وہ پریشانی سے بولی تو فارس نے ''اچھا'' کہہ کر مطلوبہ ویڈیو لگائی۔ زمر نے چہرہ مزید آگے جھکایا تو گھنگریالی لٹیں کندھوں سے پھسل کر سامنے کو گریں۔ فارس نے ذرا کی ذرا نظر اس پہ ڈالی۔ وہ بال کان کے پیچھے اڑستی آنکھیں سکیڑے اسکرین کو دیکھ رہی تھی۔

''یہ... یہ دیکھو۔'' اس نے ایک منظر کو اسٹل کیا تو فارس نے توجہ اور دھیان اسکرین کی طرف لگانا چاہا۔

''مجھے ابھی یاد آیا، یہ آدمی.... دیکھو... چھینک مارنے کے لئے ماسک اتارنے سے چھے سیکنڈ پہلے... اس نے نظر اٹھا کر کیمرے کی طرف دیکھا ہے۔''

وہ ایک دم چونکا۔ اسکرین پہ اس شخص کی نگاہ اٹھا کر فوراً واپس موڑ لینے کو زمر نے اسٹل کر رکھا تھا۔

''یعنی کہ وہ اس بات سے واقف تھا کہ لفٹ کا کیمرہ اس کی تصویر بنا رہا ہے۔''

''ہاں اور پھر بھی اس نے ماسک اتارا۔'' زمر کا اضطراب اب غصے میں بدلنے لگا تھا۔ ''تاکہ ہم اس کا چہرہ ٹھیک سے دیکھ لیں۔ اب دیکھنا دو چار دن میں پولیس اس کو پکڑ بھی لے گی اور یہ اعترافِ جرم بھی کر لے گا۔''

''کیونکہ یہ صرف ایک کرایے کا آدمی ہے جسے اصل مجرم خود کو چھپانے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔'' وہ اسکرین کو دیکھتے ہوئے سوچتے ہوئے بول رہا تھا۔ پھر کچھ یاد آیا ''یہ دیکھئے۔ میں دوسری فوٹیجز چیک کر رہا تھا۔ یہ اس کاریڈور کو دیکھئے۔'' اس نے ایک اور ویڈیو لگا کر دکھائی۔ کاریڈور خالی تھا۔ فارس نے ذرا فارورڈ کیا۔ ''اس شیشے کے دروازے کو دیکھئے۔ اس میں مخالف کاریڈور کا عکس جھلک رہا ہے۔''

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

زمر نے گردن مزید آگے کر کے غور سے دیکھا۔ ''اس عکس میں ایک نرس جاتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے' اس کی پشت ہے اس طرف' مگر وسط راستے میں وہ مڑے میں سے کچھ گراتی ہے' پھر اٹھاتی ہے اور چلی جاتی ہے۔''

''او کے پھر؟'' نیم اندھیر کمرے میں وہ دونوں صوفے پہ ساتھ ساتھ بیٹھے بات کر رہے تھے۔

''اس کاریڈور میں اگلے آدھے گھنٹے میں ہر پانچ منٹ اور سترہ سیکنڈ بعد ایک نرس کا عکس دکھائی دیتا ہے جو بیچ راستے میں کچھ گرا دیتی ہے۔ یا تو ہسپتال کی ساری نرسیں اندھی ہیں' یا پھر یہ ایک ہی پانچ منٹ کا کلپ ہے جسے بار بار دہرایا گیا ہے۔''

''یعنی اصل آدھے گھنٹے کی ٹیپ غائب ہے؟'' وہ چونکی۔ ''اگر ہسپتال والے ان آرگنائزڈ کرمنلز کے ساتھ مل کر یہ ٹیپ ڈاکٹر کر سکتے تھے تو لفٹ والی ٹیپ بھی غائب کر سکتے تھے۔ مگر نہیں۔ انہوں نے ہمارے ساتھ کھیل کھیلا۔'' اس کی پیشانی پہ بل پڑ رہے تھے اور وہ غصے سے کہتی جا رہی تھی۔ ''ان کو پتہ تھا ہم فوٹیج نکلوائیں گے' سو وہ ہر اس راستے پہ بیٹھے ہیں ہمیں بھٹکانے کے لئے جو سعدی تک جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ ہم سے دو قدم آگے رہیں گے۔'' وہ ذہنی طور پہ اتنی الجھی ہوئی تھی کہ فارس نے کنکھیوں سے اسے دیکھا۔ وہ اس کے صوفے پہ' اس کے تکیے کے ساتھ بیٹھی ہے' اسے احساس نہیں ہوا۔

''اگر وہ ہمیشہ ہم سے دو قدم آگے رہیں گے تو ہم سعدی کو کبھی نہیں ڈھونڈ سکتے۔''

''بالکل!'' وہ اسکرین کو پلکیں سکیڑ کر دیکھے گئی۔ اندھیرے کمرے میں واحد مدھم سی روشنی عجب فسوں بکھیر رہی تھی۔ وہ بدقت (زمر سے نظریں ہٹا کر) سامنے دیکھنے لگا۔ لائبریری کے سارے منظر اردگرد اترنے لگے تھے۔

''بس پھر ہم سعدی کو نہیں ڈھونڈتے۔'' وہ قطعیت سے بولی تو وہ چونکا۔

''کیا مطلب؟''

''ہم ان کے قدم پکڑنے کی کوشش کر رہے ہیں مگر وہ ہمیشہ دو قدم آگے رہیں گے' سو ہم سعدی کو نہیں ڈھونڈیں گے۔ ہم ان کو ان کی گردن سے پکڑیں گے۔ وہاں سے جہاں سے انہوں نے تصور نہیں کیا ہوگا۔'' وہ لیپ ٹاپ کو دیکھتی' گویا خود سے بول رہی تھی۔

''مگر ہم نہیں جانتے، وہ کون ہیں۔''

''وہ بھی یہی سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں نہیں جانتے' مگر... یہاں پر انہوں نے ایک غلطی کر دی ہے۔'' وہ پہلی دفعہ مسکرائی اور نگاہیں موڑ کر فارس کو دیکھا۔ ''کیا تم نے کرمنل لاء میں پڑھا نہیں تھا کہ .Its not the Crime, Its the cover-up ''

فارس نے اثبات میں سر ہلایا۔ ''بالکل۔ مجرم کو اس کا جرم نہیں پکڑواتا' بلکہ جرم کو چھپانے کی کوشش پکڑواتی ہے۔''

''سو اپنے جرم کو چھپانے کی کوشش میں انہوں نے اپنا ایک بندہ ہمارے سامنے لا کھڑا کیا ہے۔ اب تک وہ ہمارے لئے ایک انجان گروہ تھا مجرموں کا۔ مگر اب... اب ہم ان کے ایک ساتھی کو جانتے ہیں۔ یہ لفٹ والا آدمی۔'' مگر فارس نے نفی میں سر ہلایا۔

''یہ تو صرف ایک ہرکارہ ہے' کرایے کا آدمی۔ جن لوگوں نے سعدی پہ حملہ کیا ہے' یہ آدمی ان کو جانتا تک نہیں ہوگا۔''

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

''بالکل' وہ بھی یہی سمجھتے ہیں مگر فارس...وہ کسی کو تو جانتا ہوگا۔ کسی نے تو اس کو پیسے دیے ہوں گے اس کام کے۔ ہم اس آدمی کے ذریعے اس کو ڈھونڈیں گے جس نے اسے پیسے دیے اور پھر اس سے اوپر والے کو اور یوں زینے پہ زینہ چڑھتے ہم ان لوگوں تک پہنچ سکتے ہیں جنہوں نے سعدی کو اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ سو اب ہم سعدی کو نہیں ڈھونڈیں گے ہم ان لوگوں کو ڈھونڈیں گے۔ جس دن ہمیں یہ لوگ مل جائیں گے اس دن سعدی بھی مل جائے گا۔'' اس کے لہجے میں عزم تھا۔

''او کے۔ ایسے ہی کرتے ہیں' مگر ان تک پہنچنا آسان نہیں ہوگا۔ کیا آپ نے بیلسٹک رپورٹ دیکھی؟ سعدی کو GLOCK گن سے گولی ماری گئی۔ قوی امکان ہے کہ جی فورٹی ون استعمال کی گئی۔ پاکستان میں جی فورٹی ون منگوانا تو ڈھائی تین لاکھ سے کم کی نہیں ملتی۔ اور کون منگوا سکتا ہے اتنے آرام سے گلاک کی پستول؟ اسلحے کی درآمد ممنوع ہے' اور صرف سنگل امپورٹ لائسنس کے ذریعے ہی کوئی ایک وقت میں ایک ہی پستول منگوا سکتا ہے۔ میرا مطلب ہے' یہ مہنگی ترین guns میں سے ایک ہے۔ کلاس اور ٹیسٹ چیک کریں ذرا ان لوگوں کا۔'' وہ اسکرین کو دیکھتے ہوئے تبصرہ کر رہا تھا' ایک دم رکا۔ اس نے زمر کو چونکتے ہوئے دیکھا تھا۔ گن کے ذکر پہ جیسے وہ ہوش میں آئی۔ بے اختیار چونک کر آس پاس دیکھا۔ وہ اس کے صوفے پہ...ایک دم وہ کھڑی ہوئی۔ چہرے پہ سپاٹ پن آ گیا۔

''ظاہر ہے' قاتل اسلحے کے بارے میں آپ سے بہتر کون جانتا ہوگا۔'' تلخی سے کہہ کر وہ تیزی سے بیڈ تک آئی۔ زرد موسموں کا سارا افسوں غائب ہو گیا۔ اندھیرے میں دو سایے رہ گئے۔ ایک صوفے پہ بیٹھا تھا' اور دوسری بیڈ کے ساتھ' اس کی طرف پشت کیے کھڑی تھی۔

''گڈ نائٹ۔'' فارس کے چہرے پہ سنجیدگی اتر آئی۔ اس کی بات کو نظر انداز کر کے وہ کمپیوٹر آف کرنے لگا۔

☆☆☆☆☆☆☆

جنہیں مانتا ہی نہیں یہ دل، وہی لوگ میرے ہیں ہمسفر
مجھے ہر طرح سے جو اس تھے، وہی لوگ مجھ سے بچھڑ گئے

دیوار کے پار حنین اور ندرت کے کمرے کی بتی جل رہی تھی۔ ندرت بیڈ پہ بیٹھیں نماز پڑھ رہی تھیں۔ اور حنین کروٹ کے بل لیٹی' چادر پہ انگلی سے لکیریں کھینچتی جا رہی تھی۔ زمر کے الفاظ ذہن میں گونج رہے تھے۔

''مجھے سعدی کا لیپ ٹاپ کھول دو حنین۔ میں کسی شاپ پہ جا کر بھی کھلوا سکتی ہوں' مگر یہ کام تم مجھے خود کر کے دو گی۔ اگر تم کچھ کر سکتی ہو تو!'' وہ جانتی تھی زمر نے صرف اس کو اکسانے کے لئے ایسا کہا تھا' مگر وہ ان باتوں میں اب نہیں آیا کرتی تھی۔ پھر بھی وہ اٹھی اور سلیپرز پہن کر باہر نکل آئی۔

چند لمحے بعد حنین باسمنٹ کے زینے اتر رہی تھی۔ بتیاں جلائیں تو سارا تہہ خانہ روشن ہوا۔ وہ ایک کھلا سا کمرہ تھا جس میں ستون لگے تھے اور پورے گھر کے رقبے پہ وہ پھیلا ہوا تھا۔ اس کا آدھا حصہ اس سامان اور باکسز سے بھرا ہوا تھا جو خالی گھر کر کے شفٹنگ کے وقت وہ ادھر لائے تھے۔ ایک کونے میں الگ سے چند باکسز رکھے تھے۔ حنین قدم قدم چلتی اس کونے تک آئی۔ ان چیزوں کو دیکھ کر آنکھیں نم ہوئیں۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

سعدی کی چیزیں!

اس نے سعدی کے کپڑوں والا باکس کھولا۔ایک شرٹ نکالی۔صاف ستھری سفید ٹی شرٹ۔وہ سوتے وقت عموماً یہی پہنتا تھا۔ٹی شرٹ دونوں ہاتھوں میں پکڑے وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔جب ہی اندھیر تہہ خانے سے آواز آئی۔

"یا صاحبی السجن" (اے میرے قید خانے کے دو ساتھیو!) اس نے چونک کر گردن گھمائی۔سعدی کی آواز تھی وہ۔مگر وہ خود ادھر نہیں تھا...وہ دور کہیں کسی دوسرے زمانے میں اسے پکار رہا تھا..ایک منظر سا ذہن میں روشن ہوا۔

ریسٹ ہاؤس کا کمرہ۔فاصلے پہ بچھے دو سنگل بیڈ۔

دونوں بیڈز کے پاؤں کی طرف نیچے لگے دو میٹرس۔(انگریزی حرف T) کی طرح۔ندرت کا بیڈ خالی تھا۔اس کی پائنتی سے نیچے بچھے میٹرس پہ سیم سو رہا تھا۔دوسرے بیڈ پہ حنین آنکھوں پہ بازو رکھے چادر گردن تک تانے لیٹی تھی۔نچلے میٹرس پہ سعدی چت لیٹا تھا۔اسی سفید ٹی شرٹ میں ملبوس۔یکا یک اس نے بازو پہ ہاتھ مارا۔

"حنہ یہاں کتنے مچھر ہیں۔"

وہ آنکھوں سے بازو ہٹائے بغیر نیند میں ڈوبی آواز میں بولی۔

"یہاں ایک بھی مچھر نہیں ہے بھائی۔آپ صرف مجھے بلوانے کے لئے ایسے کہہ رہے ہیں۔پلیز سو جائیں۔مجھے نیند آ رہی ہے۔" سعدی کے چہرے پہ خفگی ابھری۔

"یار حنین، بندہ کوئی بات ہی کر لیتا ہے' ہم کب سے اس قید خانے میں پڑے ہیں۔"

"اس چھوٹے شہر میں صفیہ خالہ لوگوں نے ساری بارات کے لئے اتنا اچھا ریسٹ ہاؤس بک کروایا ہے' ہمیں پورا ایک کمرہ ملا ہے' اس کو قید تو نہ کہیں۔اور سو جائیں۔"

چند لمحے کی خاموشی۔پھر وہ بولا۔"مجھے نیند نہیں آ رہی۔امی کہاں رہ گئیں۔"

"وہ فرزانہ خالہ کے کمرے میں ہیں۔وہاں ساری خالائیں' ممانیاں محفل لگائے بیٹھی غیبتیں کر رہی ہوں گی۔آپ بھی وہیں چلے جائیں۔"

"نہیں یار...اتنی مشکل سے بندہ روز کی پانچ نمازیں پوری کر پاتا ہے' ایویں سارا ثواب ان سب لوگوں کو دے دیں جن کو ہم سخت ناپسند کرتے ہیں؟"

"پھر سو جائیں۔" جمائی روکتے' اس نے کروٹ بدلی۔نیند سے آنکھیں بند تھیں۔چند لمحے گزرے' پھر اس نے بڑے پیار سے پکارا۔

"یا صاحبی السجن!" (اے میرے قید خانے کے دونوں ساتھیو!")

حنین کے ہونٹ مسکراہٹ میں پھیلے۔بازو ہٹایا اور کہنی کے بل اٹھ کر چہرہ اونچا کیا' وہ نیچے تھا' تبھی نظر نہ آیا' تو وہ اٹھی' اور تکیہ اٹھا کر پاؤں والی طرف رکھا اور گھوم کر اس طرف سر رکھ دیا۔پھر گردن اٹھا کر دیکھا تو وہ نیچے لیٹا مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا۔اس نے ایک نظر دوسرے

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

قیدی پہ ڈالی (سیم) جو کب کا سوچکا تھا۔

''سورۃ یوسف؟'' اس نے مسکرا کر آیت کا متن پوچھا۔

''ہوں۔میری فیورٹ سورۃ!۔''

''بس کردو بھائی۔آپ سے تو جس سورۃ کا ذکر کرو' آپ کہتے ہیں' یہ میری فیورٹ ہے۔''

''کب کہا میں نے ایسا؟''

''مجھے زیادہ بولنے پہ مجبور نہ کریں اور سو جائیں۔'' دوبارہ ماتھے پہ بازو رکھ کر آنکھیں موند لیں۔

''یا صاحبی السجن!'' ذرا دیر گزری تو اس نے پھر نرمی سے حنہ کو پکارا۔وہ ''ہوں'' کر کے رہ گئی۔''میں ایک بات سوچ رہا تھا۔''

''دل میں سوچیں بھائی۔'' مگر وہ بھی ڈھیٹ تھا' بولتا گیا۔

''تمہیں یاد ہے' یوسف علیہ السلام نے جب قید خانے میں اپنے ساتھیوں کو ان کے خواب کی تعبیر بتائی تھی' ایک کو سولی پہ چڑھنا تھا' اور دوسرے کو بادشاہ کا ساقی بننا تھا۔یوسف علیہ السلام نے ساقی سے کہا کہ جب بادشاہ کے پاس جانا تو میرا ذکر کرنا۔اس سے اگلی آیت یاد ہے تمہیں؟''

رات کے ڈیڑھ بجے' وہ کچی نیند میں ڈوبی حنین سے پوچھ رہا تھا۔حنہ کے چہرے پہ جھنجلاہٹ نمودار ہوئی (ہمڑا یہہ کیڑی آیت اے؟) (اب یہ کون سی آیت ہے؟) اف بھائی کو کون سمجھائے کہ ہر کوئی آپ کی طرح قرآن کریزی نہیں ہوتا۔

''نہیں۔کون سی آیت؟'' جمائی روکتے پوچھا۔آنکھیں بند تھیں۔

''وہ سورۃ یوسف کی سب سے دلچسپ آیت ہے' اور تمہیں وہی نہیں یاد؟''

(لو جی..ان سے پوچھو تو ہر دوسری آیت ''سب سے دلچسپ'' ہوتی ہے۔)

''ابھی نہیں....'' جمائی سے آواز پھر بھاری ہوئی۔''..یاد آرہی۔''

''میں بتاتا ہوں۔'' وہ چت لیٹا' ایک دم ایکسائٹڈ سا بولا۔اور ساری دنیا کے درخت قلم بن جائیں' اور سارے سمندر روشنائی' اور ان سے لکھنے بیٹھو تو ختم ہو جائیں درخت اور ختم ہو جائیں سمندر' مگر اللہ کی باتیں کہاں ختم ہوتی ہیں؟ اور قرآن کے اچھے اسٹوڈنٹس کو بھی بس بولنے کا موقع چاہیے ہوتا ہے۔

''یوسف علیہ السلام نے اس قیدی سے کہا کہ اپنے آقا سے میرا ذکر کرنا۔اگلی آیت ہے' شیطان نے بھلا دیا اس کو ذکر کرنا اپنے آقا سے تو وہ ٹھہرا رہا قید میں کئی سال۔''

''ہوں۔'' وہ آدھ پون لفظ سن پائی۔

''اب سنو مزے کی بات۔اس آیت میں ''اپنے آقا سے ذکر کرنے'' کے لئے لفظ آیا ہے ''ذکر ربہ''. اس کے دو مطلب ہیں۔آقا سے

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

www.facebook.com/nemrah.ahmed

ذکر کرنا۔ اور آقا کا ذکر کرنا۔ اصل میں اس آیت کے بھی دو مطلب ہیں۔ پہلا' شیطان نے اس ساتھی قیدی کو بھلا دیا کہ وہ بادشاہ سے یوسف کا ذکر کرتا۔ اور دوسرا، شیطان نے یوسف علیہ السلام کو بھلا دیا اپنے رب کا ذکر کرنا' اس لئے وہ ٹھہرے رہے جیل میں اگلے کئی سال۔ آئی سمجھ؟"

"ہیں؟" وہ بمشکل آنکھیں کھول پائی۔

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بھائی یوسف یہ الفاظ نہ کہتے تو اتنے برس جیل میں نہ ٹھہرے رہتے۔"

"مگر انہوں نے جیل سے نکلنے کی کوشش ہی تو کی تھی' اس میں کیا بری بات ہے؟"

"میرے یا تمہارے جیسے لوگوں کے لئے جیل سے نکلنے کی کوشش کرنا دراصل خود ایک جہاد ہے' ایک اچھا کام ہے' ہم کریں تو ٹھیک ہوگا' مگر مقربین کی حسنات دراصل سیأت شمار ہوتی ہیں۔"

"کس کی کیا' کیا شمار ہوتی ہیں؟" اس نے ترجمہ مانگا۔

"مطلب جو لوگ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہوتے ہیں' ان کی حسنات یعنی چھوٹی نیکیاں' ان کی غلطیاں شمار ہوتی ہیں۔ گناہ نہیں' کہ انبیاء کبھی گناہ نہیں کرتے تھے۔"

"نہیں سمجھ آئی بھائی۔"

"دیکھو' مسجد میں جھاڑو لگانا کتنی اچھی بات ہے۔ ہے نا؟ جو عورت مسجد میں جھاڑو لگاتی تھی' جب فوت ہوگئی تو اللہ کے رسولؐ نے اس کے لئے خصوصی دعا کی۔ یہ ایک حسنہ ہے۔ ایک نیکی۔ لیکن تصور کرو کسی ایسے اسکالر کو جس کا عمل بھی نیک ہو اور علم بھی بہت ہو۔ اللہ نے اسے ریسورسز دیے ہوں' ٹیلنٹ دیا ہو' مواقع دیے ہوں کہ وہ پوری دنیا میں جا کر دین کی تبلیغ کرے' بڑے بڑے فورمز پہ جا کر قرآن کی باتیں لوگوں کو سنائے' اب اگر ایسا بندہ سب چھوڑ چھاڑ کر مسجد میں دن رات صفائی کرنے لگ جائے' تو ہوگی یہ بھی ایک نیکی مگر یہ اس کی برائی شمار ہوگی' کیونکہ جو جتنا نیک اور اچھا ہوگا' اللہ کی اس سے توقعات اتنی بڑھ جائیں گی۔ کوئی عام بندہ رہائی کا کہے بادشاہ سے تو بہت اچھا' مگر اللہ تعالیٰ کو یوسف علیہ السلام سے اس سے کہیں زیادہ کی توقع تھی۔"

"مطلب انہوں نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا؟"

"نہیں استغفر اللہ.. حنہ انبیاء کبھی بھی اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے کام نہیں کرتے تھے۔ وہ معصوم تھے اور یوسف علیہ السلام کی تو اللہ نے صرف اس ذرا سی کمی کی طرف توجہ دلائی' کیونکہ وہ ایک کامل انسان تھے۔ صبر والے اور علم والے۔ یہ ایک غلطی تھی' کہ انسان کو مصیبت میں صرف اللہ کی طرف دیکھنا چاہئے۔ اچھا اب وہ سنو جو میں سوچ رہا تھا۔" وہ چت لیٹا بولتا جا رہا تھا۔ "تم نے نوٹ کیا' یوسف علیہ السلام کو دنیا کا آدھا حسن دیا گیا تھا' اور جن عورتوں کو خواہش ہوتی ہے کہ ان کا بچہ خوبصورت ہو وہ روز سورۃ یوسف پڑھتی ہیں' مگر اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ' قطعاً ایک دفعہ بھی سورۃ یوسف میں نہیں کہا کہ یوسف خوبصورت تھے۔ ان کے حسن کا ذکر بھی نہیں کیا۔ کیونکہ اللہ نے ہمیں "احسن

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

القصص" (سورۃ یوسف) اس لئے دی تھی تا کہ ہم کسی انسان کی ان خوبیوں کو جان پائیں جو اس کو اللہ کی نظر میں خوبصورت بناتی ہیں' مگر حنہ' یار کوئی یہاں قرآن سمجھ کر کیوں نہیں پڑھتا۔ تم سن رہی ہو نا؟" ہاتھ بڑھا کر حنہ کے بالوں کی لٹ کھینچی۔ "کٹو' یار سنو' میں تم سے بات کر رہا ہوں۔"

"سونے دو بھائی۔" وہ نیند میں تھی۔

"ایک وقت آئے گا حنین یوسف جب تم میری باتوں کو مس کیا کرو گی۔" بڑے ہی خفا انداز میں وہ بولا۔

"ایں؟ کون سا وقت؟" اس کے ذہن میں کوئی فکر جاگی۔

"جب میں شادی کے بعد رخصت ہو کر کسی کا گھر داماد بن جاؤں گا۔"

"توبہ!" وہ نیند میں بھی زور کی ہنسی۔ "آپ کو کوئی گھر داماد نہیں بنائے گا۔"

"ایویں نہیں بنائے گا؟ جیب خالی ہے تو کیا ہوا' بندہ بہت اچھا ہوں میں۔ ایک تو خوش اخلاق اتنا ہوں' اوپر سے خوبصورت بھی ہوں۔" ذرا رک کر پوچھا۔ "ہوں نا؟"

اس نے بالآخر تکیہ اٹھا کر زور سے نیچے اچھالا۔ "سو جاؤ بھائی۔ میں کبھی نہیں مس کرنے والی آپ کو۔ جائیں کر لیں شادی۔"

یاد کا بلبلہ پھٹا اور وہ واپس اس نیم اندھیر تہہ خانے میں آئی۔ اس کی آنکھوں سے ٹپکتے آنسو سعدی کی شرٹ پہ گر رہے تھے۔ دل جیسے بری طرح ٹوٹ گیا تھا۔ وہ سعدی کے لیپ ٹاپ اور دوسرے gadgets والا باکس چھوئے بغیر واپس ہو لی۔ کسی بھی چیز کا دل نہیں چاہ رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

یہ اہلِ درد بھی کس کی دہائی دیتے ہیں
وہ چپ بھی ہو تو زمانہ ہے ہمنوا اس کا

وہ بار کے کاؤنٹر کے اونچے اسٹول پہ بیٹھا تھا۔ پیچھے لوگوں کا شور' موسیقی' جلتی بجھتی روشنیاں تھیں۔ وہ بار بار کلائی کی گھڑی دیکھتا۔ چہرے پہ فکرمندی بھی تھی اور امید بھی۔

"ہئے شیرو!" وہ اسی پل اس کے ساتھ والے اسٹول پہ آ بیٹھی۔ کلچ کاؤنٹر پہ دھرا اور چہرہ اس کی طرف موڑا۔ اپنے سنہری بالوں کو اونچی (اور چھوٹی) سی پونی میں کسے اور سرخ لپ اسٹک لگائے' شہرین ہمیشہ کی طرح خوبصورت لگ رہی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرایا۔

"کیسی ہیں آپ؟" ایک دم سے ساری دنیا رنگین ہو گئی تھی۔ وہ مسکراتے ہوئے اس کے لئے آرڈر کرنے لگا۔

"میں تو ٹھیک ہوں' مگر تم نے سعدی کے بارے میں سنا؟ اوہ گاڈ! مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا۔" وہ سر شاک کے عالم میں نفی میں ہلاتی موبائل پہ انگلی پھیر رہی تھی۔ نوشیرواں کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ حلق میں کوئی کریلا پھنسا۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

''جی میں نے سنا۔''

''مطلب کہ لاقانونیت کی حد ہوتی ہے۔ پہلے گولی اور پھر اغوا۔ یہ پکچر دیکھی تم نے؟'' اس نے اسکرین پہ وہی پولیس فوٹوگراف نکال کر اس کے سامنے کی۔ ''یہ وائرل ہو رہی ہے۔ اس کے یونیورسٹی کے دوست اس کے لئے HashTag Save Saadi ٹرینڈ کو بہت پروموٹ کر رہے ہیں' مجھے بھی اسی سے پتہ چلا۔ تمہیں پتہ ہے انہوں نے لیڈز میں اس کے لیے vigil بھی کیا ہے۔ دیکھو کتنی بری طرح پیٹا گیا ہے اسے۔'' وہ فکرمندی اور تاسف سے بولے جا رہی تھی اور وہ صبر سے گھونٹ بھرتا گیا۔ مشروب زہر جیسا تلخ تھا۔

''آپ واپس کب جا رہی ہیں؟ سونیا کو مس تو کر رہی ہوں گی۔''

''میں اگلے ہفتے چلی جاؤں گی مگر یقین کرو جب سے میں نے سعدی والی نیوز دیکھی ہے' بہت اپ سیٹ ہوں۔ شکر ہے تم مجھے مل گئے' کم از کم کسی سے ڈسکس تو کر سکتی ہوں۔ اس دن اتنا کچھ بول گئی میں اس کے بارے میں جو بھی ہے، وہ اچھا لڑکا ہے۔'' پھر رک کر سوچا۔ ''ہے کہنا چاہیے یا تھا؟''

''واپس جا کر کیا پلانز ہیں آپ کے؟''

''ایک سوشلائیٹ کے کیا پلان ہو سکتے ہیں؟ وہی روٹین لائف۔ ویسے تمہیں کیا لگتا ہے' سعدی کو ان لوگوں نے مار دیا ہوگا؟''

گلاس پہ نوشیرواں کی انگلیوں کی گرفت سخت ہو گئی' اور لب بھنچ گئے۔ آنکھوں میں بے پناہ بے زاری اتری۔ ''پتہ نہیں۔'' اور گھونٹ بھرا۔ شہرین ہنوز تاسف سے بولے جا رہی تھی۔

وہ مرا ہوا ہاتھی بھی سوا لاکھ کا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

یہ گرد باد تمنا میں گھومتے ہوئے دن
کہاں پہ جا کے رکیں گے یہ بھاگتے ہوئے دن

دو ہفتے بعد

وہ گرم صبح قصرِ کاردار اور ملحقہ انیکسی پہ چمکدار سی طلوع ہوئی تھی۔ زمر نے آئینے کے سامنے کھڑے بالوں میں برش پھیرتے کھڑکی سے باہر دیکھا تو سبزہ زار پہ ملازموں کی چہل پہل شروع ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔ تبھی باتھ روم کا دروازہ کھلا اور وہ باہر آیا۔

زمر نے برش رکھ دیا اور پرس اٹھائے باہر نکل گئی۔ فارس نے ایک نظر اسے جاتے دیکھا' اور دوسری کمرے پہ ڈالی جس کو وہ ہر صبح چند منٹوں میں نفاست سے سمیٹ چکی تھی۔ تکیے بیڈ پہ' بیڈ کور برابر۔ ایک تلخ مسکراہٹ کے ساتھ اس نے سر جھٹکا اور الماری کی طرف آیا۔ آج اسے جاب پہ جاتے پانچواں دن تھا۔

یہ پانچ جون تھی' اور اکیس مئی کے اذیت ناک دن کو گزرے قریباً دو ہفتے بیت چکے تھے۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

زمر باہر نکلی تو نیچے صداقت کے کچن سے خوشبو آرہی تھی۔ وہ حنہ کے دروازے پر رکی' پھر اسے دھکیلا تو اندر کا منظر نمایاں ہوا۔ ندرت کا بیڈ خالی تھا' اور حنین اپنے بیڈ پہ اکڑوں بیٹھی تھی۔ بال پونی میں بندھے' وہ ڈل اور کمزور لگتی تھی۔ آہٹ پہ چہرہ اٹھایا' آنکھوں میں امید جاگی۔

''بھائی کا کچھ پتہ چلا؟''

''اونہوں۔ لیکن اگر تم چاہو تو میرے ساتھ چل سکتی ہو۔ ہم مل کر سعدی کو ڈھونڈیں گے۔'' حنہ کے چہرے کی جوت ماند پڑ گئی' اس نے تھوڑی گرادی۔

''میں کچھ بھی نہیں کر سکتی۔ میری وجہ سے ...اپنے آخری دن بھائی اتنا ناراض ہوا تھا۔ میں آپ کی طرح نہیں ہوں' کہ....'' نظریں جھکائے خفگی سے بولی۔ ''اس سے چار سال بات نہ کروں اور پھر ظاہر کروں کہ مجھے اس کی بہت پرواہ ہے۔''

چوکھٹ میں کھڑی زمر کی آنکھوں میں نمی ابھری۔

''حنین مجھ سے ایک غلطی ہوئی تھی' اور میں اس کے لئے شرمندہ ہوں۔ تم نے سنا؟ آئی...ایم...سوری فار دیٹ!'' وہ بولی تو آنکھوں میں شکوہ اور آواز میں کپکپاہٹ تھی۔ ''میں نے چار سال اس سے تعلق نہیں رکھا' میں نے غلط کیا' اور مجھے تب یہ احساس ہو گیا تھا جب ابا نے بتایا کہ مجھے گردہ سعدی نے دیا تھا۔ میں اس دن اس کے پاس چلی گئی تھی' اور ہمارے درمیان سب ٹھیک ہو گیا تھا' مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ چار سال مٹ گئے۔ مجھے مرتے دم تک ان کا افسوس رہے گا۔'' اس کی آواز بلند ہو رہی تھی۔ حنین نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔ اس کی آنکھوں میں دکھ کی کرچیاں سی بکھری تھیں۔

''اگر تم مجھ سے پوچھو تو میرا دل چاہتا ہے کہ ہر اس شخص کو روکوں جو اپنے کسی خونی رشتے دار سے ناراض ہے اور کہوں کہ اس کو کال کر لو' اس سے تعلق جوڑ لو' چاہے اس نے آپ کا کتنا بھی دل کیوں نہ دکھایا ہو۔ میری طرح اتنے سال ضائع نہ کرو بے کار کی انا میں۔ اگر تعلق نہیں جوڑو گے تو پتہ ہے کیا ہو گا؟ آپ کے بچوں میں انہی بہن بھائیوں کی شکلیں اور عادتیں نظر آنے لگیں گی جن سے آپ بہت دکھی دل کے ساتھ علیحدہ ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کیوں بناتا ہے آپ کی اولاد میں آپ کے رشتوں کی مشابہت؟ اس لئے تا کہ ہم ان کو نہ بھول سکیں۔ کیونکہ اگر ہم نے جلد صلح نہ کی تو وہ مر جائیں گے' کھو جائیں گے' یا ہم مر جائیں گے۔ کھو جائیں گے۔ میں نے غلطی کی تھی اور مجھے اس کے لئے ہمیشہ افسوس رہے گا۔ مگر تم میری غلطی کیوں دہرا رہی ہو؟''

آخری فقرے پہ حنہ نے منہ موڑ لیا۔

''ایک حادثے کے بعد اپنے واحد پیرنٹ کو مزید بیمار دیکھنا' اور ساری دنیا سے کٹ آف کر کے کمرے میں پڑ جانا' اور جو اپنے تمہارے پاس ہیں' ان کو ہر وقت الزام دیتے رہنا' تمہیں لگتا ہے یہ تمہاری کہانی ہے حنہ؟ نہیں۔ اگر چار سال پیچھے جاؤ تو یہ میری کہانی ہے۔ جب میں اس غلطی کو نہیں دہرا سکتی تو تم کیوں دہرا رہی ہو؟''

حنین نے جواب نہیں دیا۔ منہ موڑے' گیلی آنکھوں سے کھڑکی کو دیکھے گئی۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

''مجھے نہیں پتہ تمہیں کون سا گلٹ روز بروز کمزور کرتا جا رہا ہے' لیکن میں جس حنین کو جانتی ہوں' وہ ہمارے خاندان کا سب سے جینئس اور بولڈ بچہ تھا۔ اتنی ڈل اور کم اعتماد نہیں تھی وہ۔ تمہیں سعدی سے محبت ہے تو اٹھو اور اس کمرے سے باہر نکلو' اور اس کے لئے کوشش کرو۔ یا کم از کم میری اس کے لئے محبت کو جج کرنا چھوڑ دو۔'' اور وہ مڑ گئی تو پیچھے سے حنہ ہلکا سا بولی۔

''مجھے پتہ ہے آپ کو بھائی سے بہت محبت ہے' اور ساری بات ہی یہی ہے کہ آپ کو صرف بھائی سے محبت ہے۔'' گیلی آنکھوں سے اس نے زمر کی پشت دیکھی۔ ''اگر سعدی کی جگہ حنہ کھوتی تو آپ اتنی بھاگ دوڑ کبھی نہ کرتیں۔ میرے اور آپ کے درمیان کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم ایک ٹیم کبھی نہیں ہو سکتے' اس لئے میرے ساتھ بار بار یہ pep talk کرنا چھوڑ دیں۔''

زمر نے گہری سانس لی اور باہر نکل کر دروازہ بند کر دیا۔ پیچھے حنین کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔

''وہ میرا بیسٹ فرینڈ تھا پھپھو، آپ کو اندازہ بھی نہیں کہ میں کتنی اکیلی ہو گئی ہوں؟'' سر جھکائے' آنسو صاف کرتے وہ خود سے کہہ رہی تھی۔

زمر نیچے لاؤنج میں آئی تو صداقت چائے لا رہا تھا۔

''بھابھی ریسٹورانٹ چلی گئیں؟''

''جی باجی۔ ہر روز جلدی چلی جاتی ہیں اور دیر سے آتی ہیں۔ آنٹی جی کو تو چپ ہی لگ گئی ہے۔'' زمر نے جوابی تبصرہ نہ کیا اور ٹانگ پہ ٹانگ جما کر بیٹھی' چائے کا کپ اٹھا لیا تبھی وہ سیڑھیاں اترتا دکھائی دیا۔

''تھانے سے فون آیا ہے۔ بلا رہے ہیں۔ کیا آپ چلیں گی؟'' والٹ جیب میں رکھتے اس نے پوچھا۔ زمر نے گھونٹ بھرتے ہوئے شانے اچکائے۔

''میں ایک اٹارنی ہوں' ایک نوٹس پہ ان پولیس والوں کو عدالت بلوا سکتی ہوں۔ ان کو کام ہے تو وہ ہمارے پاس آئیں۔''

(جلی رسی کا بل۔ خیر) اس نے کوٹ کا بٹن بند کرتے گہری سانس لی۔

''وہ لفٹ والا آدمی... نیاز بیگ... اسے کل رات گرفتار کر لیا گیا ہے۔ دوپہر میں آپ کو پک کر لوں گا' آپ اس سے ملنا تو چاہیں گی۔'' زمر نے چونک کر کپ نیچے کر کے اسے دیکھا۔ وہ ابد یک سے چابی اٹھا رہا تھا۔ وی گلے کی شرٹ پہ گرے کوٹ پہنے ہوئے تھا۔ (جاب شروع کر لی، مگر کالر والی ڈریس شرٹ یا ٹائی پہننا تو اس کو پسند ہی نہیں ہے جیسے!) بال ذرا بڑھے تو پھر سے چھوٹے کروا لیے۔ اپنی جاب کے لحاظ سے مناسب لگ رہا تھا۔ زمر نے نظریں پھیر لیں اور ہلکا سا اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اوکے۔''

فارس نے بس رک کر ایک نظر اس پہ ڈالی اور پھر بیرونی دروازے کی طرف چلا گیا۔

☆☆☆☆☆☆

چلو یہ میل بلا خیز ہی بنے اپنا

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

سفینہ اس کا، خدا اس کا، ناخدا اس کا

ہسپتال کا کشادہ اور پرتعیش کمرہ اس صبح بھی دمک رہا تھا۔ کاؤچ پہ میری بیٹھی' کتاب چہرے کے سامنے کیے ہوئے تھی۔ بستر پہ لیٹے سعدی کے بازو آزاد تھے، مگر پاؤں میں ہتھکڑی لگا کر بیڈ کے ساتھ نتھی کر دی گئی تھی۔ سر کی طرف سے بیڈ اونچا کر رکھا تھا اور وہ کھلی آنکھوں سے' پہلے سے خاصا بہتر نظر آتا' اردگرد دیکھ رہا تھا۔

"تمہیں کاردار صاحب نے میری نگرانی کے لئے ادھر چھوڑا ہے؟" دفعتاً اس نے پکارا۔ مگر میری کتاب پڑھتی رہی۔

"کیا تمہیں معلوم ہے، مجھے گولی کس نے ماری تھی؟"

میری نے صفحہ پلٹایا۔ نگاہیں صفحے پر جمی تھیں۔ وہ پلکیں سکیڑے غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تمہیں سب معلوم ہے۔ تم بھی ان کی شریک جرم ہو۔"

خاموشی نے پھر سے اطراف کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ دفعتاً سعدی نے ٹھنڈی سانس لی۔

"تمہارا بچہ کیسا ہے؟ اس کا علاج کیسا جا رہا ہے؟" اب کے اس کا انداز دوستانہ تھا۔

میری نے پلک تک نہیں جھپکی۔ اسی طرح پڑھتی رہی۔ سعدی نے نگاہیں ادھر ادھر دوڑائیں۔ کمرہ بالکل صاف تھا۔ اس کاؤچ اور بیڈ اور ضروری طبی اشیاء کے علاوہ اس کمرے میں کوئی بھی شے نہ رکھی تھی جو... اس کے کسی کام آسکتی۔ کوئی کھڑکی تک نہ تھی۔

"میرے گھر والے میرے لئے پریشان ہوں گے۔ ان کو صرف اتنا بتا دو کہ میں زندہ ہوں۔" بولتے ہوئے اس کی آواز بھر آئی۔ بہت امید سے میری کو دیکھا۔ مگر اس نے نگاہیں تک نہیں اٹھائیں۔

"مجھے کچھ چاہیے۔" کچھ دیر بعد سعدی نے پکارا۔ میری نے فوراً چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ آدھے آستین کی ہسپتال کی شرٹ میں ملبوس' تکیوں کے سہارے نیم دراز' اس کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا؟" اس نے بے تاثر سپاٹ انداز میں دریافت کیا۔

"مجھے قرآن لا دو۔ میں اسی کو پڑھ لوں گا۔ جیسے تم بور ہو رہی ہو' ویسے ہی میں بھی بور ہو رہا ہوں۔ اتنا تو تم کر سکتی ہو میرے لئے۔"

"اوکے۔ منگوا دوں گی۔" اور دوبارہ سے کتاب چہرے کے سامنے کر لی۔ سعدی نے گہرے کرب سے آنکھیں بند کر لیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

ہر غلط بات پہ میں آپ کی کہہ دوں لبیک!
اس طرح خونِ صداقت نہیں کر سکتا میں

تھانے کے اس کمرے میں چوکور میز بچھی تھی۔ فارس اور زمر برابر کرسیوں پہ بیٹھے تھے۔ دائیں ہاتھ اے ایس پی سرمد شاہ تھا۔ سامنے بچھی کرسیوں پہ نیاز بیگ براجمان تھا۔ کندھے کرسی کی ٹیک پہ گرائے' گریبان کے بٹن کھلے تھے' سیاہ مونچھیں اور سیاہ آنکھیں تھیں جن میں

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

زمانے بھر کی بیزاری سموئے وہ زمر کو دیکھ رہا تھا۔

''تو تم یہ کہہ رہے ہو کہ تم نے سعدی کو گولی ماری ہے۔'' زمر نے چبھتی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھتے ٹھنڈے انداز میں پوچھا تھا۔

منہ میں کچھ چباتے ہوئے اس نے اثبات میں گردن ہلائی۔ ''ہاں۔ اس کا ریسٹورانٹ خریدنے کی بات ہی تو کی تھی۔ آگے سے بولا نہیں بیچنی۔ سارے لوگ شروع میں یہی کہتے ہیں۔ میں نے صرف اصرار کیا۔ دو تین دفعہ جا کر ملا بھی اس سے۔ مگر سالا غصے میں آ گیا۔ مجھے گالیاں بکنے لگا۔ سب برداشت ہوتا ہے، بی بی مگر....'' انگلی اٹھا کر سلگتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ ''گالی برداشت نہیں ہوتی۔ سو وہیں پھڑکا دیا اسے۔ اب جا کر اگلے جہاں میں بیچے اپنی دکان۔'' ساتھ ہی استہزائیہ سر جھٹکا۔

''اے.. زبان سنبھال کر!'' وہ ذرا غصے سے آگے کو ہوا تو سرمد شاہ نے ہاتھ اٹھا کر اسے تھمنے کا اشارہ کیا۔ زمر نے محض ایک ناپسندیدہ نظر فارس پہ ڈالی اور دوبارہ نیاز بیگ کی طرف متوجہ ہوئی۔

''ہسپتال سے کیوں غائب کیا تم نے اسے؟''

''صاف بات ہے بی بی۔ جب تک لاش نہیں ہوتی، قتل ثابت نہیں ہوتا۔ بس وارڈ بوائے کو ملایا ساتھ اور لے گئے اسے۔ گاڑی میں ڈالا اور کوڑے کے ڈھیر پہ پھینک دیا۔ صبح جا کر دیکھا میں نے۔ نام و نشان تک نہ تھا۔ خلاص۔'' بے پرواہی سے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا۔

فارس بہت ضبط سے اسے دیکھ رہا تھا۔ مگر وہ اتنی ہی ٹھنڈی تھی۔

''کون سی گالی دی تھی اس نے؟''

''آہ... کیا دہراؤں اب؟'' اس نے تلخی سے ہنس کر سر جھٹکا۔ اے ایس پی کے ابرو بھنچے۔ ''حد میں رہ کر بات کرو نیاز بیگ۔''

''تو بی بی کو منع کرو نا۔ کیوں میرا منہ کھلوانا چاہتی ہے۔''

''میں نے پوچھا...'' زمر اس کی آنکھوں میں دیکھتی آگے ہوئی۔ ''کون سی گالی دی تھی اس نے؟''

''دہرا دیتا ہوں مگر تمہارے بندے کو اچھا نہیں لگے گا۔'' استہزائیہ زہریلی مسکراہٹ لبوں پہ بکھیرے اس نے فارس کو دیکھا جو اتنے ہی غصے سے اسے گھور رہا تھا۔ اور پھر اس نے تین چار اردو کی گالیاں دہرا دیں۔ میز پہ رکھی فارس کی مٹھیاں بھنچ گئیں۔

''اور کتنی دفعہ دیں اس نے یہ گالیاں؟'' زمر کا چہرہ ویسا تھا۔

''چار ایک بار تو دی تھیں۔ تبھی اسے خلاص کرنا پڑا۔''

''اور یہ سب کہنے کے کتنے پیسے دیے گئے ہیں تمہیں؟'' وہ خود کو بولنے سے روک نہیں سکا۔ زمر نے ضبط سے گہری سانس لی۔ (فارس کو برداشت کرنا، نیاز بیگ کو برداشت کرنے سے زیادہ مشکل تھا۔)

نیاز بیگ کے چہرے کے اطمینان اور استہزاء میں کوئی فرق نہیں آیا۔

''نیاز بیگ کسی سے ڈرتا نہیں ہے۔ ڈنکے کی چوٹ پہ بولا ہے سب کیونکہ ابھی وہ افسر پیدا نہیں ہوا جو چار دن سے زیادہ...'' انگوٹھا بند کر کے

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

چار انگلیاں دکھائیں۔"...نیاز بیگ کو حوالات میں رکھ سکے۔اس لئے اپنی وکالت عدالت میں کرو بی بی۔میرے پر یہ سکہ نہیں چلنے والا۔"
مسلسل منہ میں کچھ چباتے' وہ پیچھے ہو کر بیٹھا اور ایک طنزیہ مسکراتی نظر زمر پہ ڈالی۔"ویسے وہ تمہارا بھتیجا تھا کیا؟ سچ سچ...بہت رویا تھا بچہ جب گولی لگی۔بالکل لڑکیوں کی طرح۔"

"بس' بہت ہو گیا۔" سرمد شاہ فارس کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا،(اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر نیاز بیگ کا گریبان پکڑ لے) اس نے سپاہیوں کو اشارہ کیا۔وہ ہتھکڑیاں لگے نیاز بیگ کو اندر لے گئے۔دروازے میں گم ہونے سے قبل اس نے مسکراتے ہوئے پیچھے زمر کو دیکھتے' منہ سے وہ تنکا تھوک کر پرے پھینکا تھا۔

"اس ساری بکواس کا کیا مطلب تھا؟ یہ شخص..." اس کے جاتے ہی وہ ایک دم جیسے کھول کر کہنے لگا تھا' مگر اسی پل زمر نے (میز کے نیچے سے) جوتی کی ہیل اس کی پنڈلی پہ زور سے ماری۔فارس نے چونک کر اسے دیکھا۔وہ سامنے اے ایس پی کو دیکھ رہی تھی۔

"آپ کے تعاون کا شکریہ۔اس سے وہ جگہ معلوم کرنے کی کوشش کیجئے جہاں اس نے باڈی پھینکی تھی۔کوڑا کون اٹھاتا ہے' ٹرک کہاں جاتے ہیں' آپ بس ہمیں باڈی ری کور کر کے دے دیں' اور اس شخص کو اس کی سزا دلوا دیں' اس سے زیادہ ہمیں کچھ نہیں چاہیے۔" اس کے انداز پہ وہ خون کے گھونٹ بھر کر خاموش ہو گیا۔وہ اب پرس اٹھا کر کھڑی ہو رہی تھی۔

"ہم باڈی کور کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ایک دفعہ پھر' مجھے بہت افسوس ہے۔" سرمد شاہ سر کو خم دے کر' تعزیت کرتے اٹھ کھڑا ہوا تو وہ بھی اٹھا۔

"آپ کا بہت شکریہ۔جو اللہ کی مرضی۔اللہ اس کی مغفرت کرے۔" وہ مڑی اور ایک تیز نظر فارس پہ ڈالتی باہر نکل آئی۔
گاڑی سامنے ہی کھڑی تھی۔وہاں جانے تک اس نے بمشکل ضبط کیا تھا' مگر چابی دروازے میں گھساتے ہوئے وہ طیش سے زمر کی طرف گھوما۔

"وہ شخص میرے سامنے..."

"فارس غازی' وہ ہمیں دیکھ رہے ہیں' تماشہ مت بناؤ۔گھر جا کر بات کرتے ہیں۔" فرنٹ سیٹ پہ بیٹھتے وہ تلخی سے بولی اور موبائل پہ ایک نمبر ملانے لگی۔وہ اندر ہی اندر کھولتا' ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھا اور زور سے دروازہ بند کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

مجھے لمحہ بھر کی رفاقتوں کے سراب اور ستائیں گے
میری عمر بھر کی جو پیاس تھے، وہی لوگ مجھ سے بچھڑ گئے

حنین اور مدرت کے کمرے میں وہی بے رونقی چھائی تھی' اور وہ گم صم سی بیڈ پہ اکڑوں بیٹھی تھی۔سیم اندر آیا اور دھپ سے ساتھ آ گرا۔
"حنہ" چت لیٹے چھت کو تکتے پکارا۔"آج میں نے اسکول سے چھٹی کی اور امی نے پوچھا بھی نہیں۔پہلے یاد ہے کبھی چھٹی نہیں کرنے

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

دیتی تھیں۔ میں بغل میں پیازر کھ کر سو جاتا کہ شاید صبح بخار ہو جائے مگر نہ بخار ہوتا' نہ امی مانتیں۔ اور اب تو وہ بولتی ہی نہیں ہیں۔''

حنین گھٹنوں پہ گال رکھے خاموشی بیٹھی رہی۔

''یاد ہے حنہ تھندر کیٹس میں بھی' مرا' یا اس کا کوئی ساتھی کسی تھندر گیٹ کو اغوا کر لیتا یا نقصان پہنچاتا تو آخر میں باقی کیٹس اس کو بچا لیتے تھے اور سب صحیح ہو جاتا تھا۔ کیا ہمارا بھائی بھی واپس آجائے گا؟''

''ہمیں تو یہ بھی نہیں پتہ کہ ہمارا مرا کون ہے۔ اور جو اسے ڈھونڈنے کے لئے بظاہر بھاگ دوڑ کر رہے ہیں' ان کو بھی کچھ نہیں پتہ۔'' وہ خفگی سے بولی۔ ''ماموں بھی بدل گئے ہیں۔ پھپھو بھی بدل گئی ہیں۔''

سیم کہنی کے بل بیٹھا اور چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ ''تم بدل گئی ہو!''

حنین نے گلہ آمیز نظر اس پہ ڈالی۔ ''جاؤ' مجھے پڑھنے دو۔'' اور خلاف معمول وہ بنا چوں چرا کیے باہر نکل گیا۔ پھر وہ اٹھی اور سائیڈ ٹیبل پہ دھری سفید جلد والی کتاب اٹھائی۔ گھٹنوں پہ رکھ کر بے دلی سے صفحے پلٹانے لگی....

دروازہ کھلا تو تیز روشنی اندر آکر آنکھوں کو چندھیا گئی۔ وہ ماتھے پہ ہاتھ کا چھجا بنائے قدم قدم چلتی آگے آئی تو دیکھا' اس کے ارد گرد قدیم دمشق کی ایک روشن دوپہر آباد تھی۔ ہر شے زردی میں لپٹی تھی۔ مگر پہلے کے برعکس' وہ بے دلی سے سر جھکائے' چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی کچے راستے پہ آگے بڑھتی گئی۔ دھول جوتوں کو آلودہ کرتی گئی۔ جب چہرہ اٹھایا تو مسجد سے ملحق حجرہ سامنے تھا اور ایک طرف درخت تلے وہی ہڈیوں کا سا پنجر آدمی اکڑوں بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے کی مردنی اور ویرانی ہنوز برقرار تھی۔

آج چھوٹی دیوار کے ساتھ شیخ کھڑے تھے۔ پیر تک آتا سفید چمکدار لباس پہنے' مسکراتے ہوئے۔ وہ بنا مسکرائے قریب آرکی۔

''کیا آپ نے اس بیمار کو ابھی تک شفایاب نہیں کیا؟''

''بیمار خود کوشش نہ کرے تو کچھ نہیں ہو سکتا۔''

وہ کچے راستے پہ چلنے لگے تو وہ بھی سر جھکائے' بددل سی ساتھ ہولی۔

''تم کیوں اداس ہو؟''

''میرا بھائی کھو گیا ہے' اور میں دن رات اس کے لئے دعا کرتی ہوں۔ مگر میں سوچتی ہوں' کہ جو مقدر میں لکھا ہے وہ تو ہو جائے گا' جو نہیں لکھا وہ نہیں ہوگا' پھر بندہ دعا کیوں کرتا ہے؟''

دھول سے اٹے راستے پہ وہ دونوں آگے چلتے جا رہے تھے اور وہ سر جھکائے دھیمی آواز میں پوچھ رہی تھی۔

''وہ بھی ایسا ہی سوچتے ہیں۔'' چلتے چلتے شیخ نے ایک طرف اشارہ کیا تو حنہ نے چونک کر سر اٹھایا۔ سڑک کنارے' بازار میں' ایک قہوہ خانے کے باہر چوکیوں پہ چند لوگ بیٹھے تھے' اور بلند آواز میں بحث کر رہے تھے۔

''جو مقدر میں ہے' وہ ملے گا' جو نہیں مقدر' وہ نہیں ملے گا' سو سوال کرنا یا نہ کرنا برابر ہے۔'' ان میں سے ایک کہہ رہا تھا اور باقی سر دھن رہے

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

تھے۔حنین نے الجھی ہوئی نگاہیں اٹھا کر شیخ کو دیکھا۔وہ مسکرائے۔

''یہ کہتے ہیں، دعا کرنے یا نہ کرنے کا کیا فائدہ؟ سب کچھ تو لکھا جا چکا۔مگر یہ ان کی جہالت ہے اور اپنے مسلک میں یہ خود تضاد رکھتے ہیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہے تو پھر ان سے پوچھو اگر سیرابی تمہارا مقدر ہے تو پانی پیو یا نہ پیو پیاس بجھ جائے گی۔کھیتی مقدر ہے تو دانہ ڈالو یا نہ ڈالو اناج اُگ ہی جائے گا۔تو پھر کھاتے پیتے کیوں ہو؟ دانے بوتے کیوں ہو؟'' وہ قدم بڑھاتے گئے اور حنین ان کے ساتھ آگے چلتی گئی۔قدیم بازار میں لوگوں کی بھیڑ سے شور' آوازیں' قہوے کی مہک' سب خلط ملط ہو رہا تھا۔

''اور ان کو دیکھو۔'' ذرا رک کر انہوں نے چند لوگوں سے ایک کھلے خیمے کی طرف اشارہ کیا جہاں اندر فرشی نشست بچھائے چند لوگ بیٹھے تھے۔ان کے سروں پہ مخصوص ٹوپیاں تھیں اور وہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔

''یہ کہتے ہیں' دعا تو بس عبادت ہے' ثواب کا ذریعہ۔نیکی اور بدی تو لکھی جا چکی تو دعا کرنا بس نیکی کی نشانی ہے' اور عذاب پانا' کفر کی علامت ہے۔نہ نیکی خیر کا سبب ہے۔نہ عذاب کفر کی وجہ ہے۔دعا صرف ثواب کے لئے کرو ورنہ ہونا وہی ہے جو تقدیر میں لکھا جا چکا ہے۔جس نے اس گھڑی مرنا ہے' اب وہ خودکشی کرے' طاعون سے مرے' یا اسے قتل کیا جائے' سب برابر ہے' مگر نہیں۔'' شیخ نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔''یہ بھی غلط ہیں۔''

''تو پھر صحیح کون ہے؟'' وہ پست آواز سے' اور چہرے پہ تکان لئے' پوچھنے لگی۔شیخ دوبارہ چلنے لگے تھے۔حنہ کے پیر دھول میں اٹے جا رہے تھے۔

''یہ ہیں وہ جو صحیح ہیں۔'' انہوں نے انگلی سے اشارہ کیا تو حنین نے دھوپ کے باعث آنکھیں سکیڑ کر دیکھا۔ایک درخت تلے چادر بچھا کر چند لڑکے قرآن پڑھ رہے تھے۔ان کا معلم ان کو سامنے چوکی پہ براجمان تھا۔

''یہ کہتے ہیں کہ کوئی کام تب ہوتا ہے جب اس کے لئے اسباب اختیار کیے جائیں' اور دعا ان اسباب میں سے ایک ہے۔سیرابی کھانے پینے کے ساتھ ہے' کھیتی' دانہ بونے کے ساتھ ہے' اور جانور کی جان نکلنا ذبح کرنے کے ساتھ ہے۔اور وہ جو بیمار تم نے دیکھا' وہ یہی بات نہیں سمجھ پا رہا کہ اسباب میں سب سے طاقتور سبب دعا ہے۔''

وہ اب رکے' اور اپنے قدموں پہ واپس جانے لگے۔تھکی تھکی سی حنہ بھی ساتھ پلٹی۔

''اور جو دعا کرنے کے علاوہ کچھ نہ کر سکے' وہ؟''

''کچھ تو کرنا پڑتا ہے۔فتح کثرت افواج سے نہیں ملتی' آسمانوں سے مدد کی صورت اترا کرتی ہے۔جو اللہ سے نہیں مانگتا' اللہ اس پہ خفا ہوتا ہے' پس تم دوسروں کے ساتھ جتنی بھلائی کرو گی' اتنا ہی اللہ تمہیں عطا کرے گا۔کچھ تو کرنا ہی پڑتا ہے۔اگر یونس علیہ السلام' خدا کی تسبیح کرنے والوں میں نہ ہوتے تو اس دن تک کہ جب لوگ کھڑے کیے جائیں گے' مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتے۔''

''مگر شیخ' جب دعا سب سے طاقتور ہتھیار ہے تو دوسری چیزوں کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے دعا کی بھائی ٹھیک ہو جائے' وہ ہو گیا۔میں

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

نے دعا کی وہ مجھ پہ خفا نہ ہو اور وہ بات بھی سنبھل گئی۔'' وہ تپتی دوپہر میں کچے راستے پہ چلتی کہہ رہی تھی۔ ''دعا کافی ہے نا پھر تو۔''

''یہ توکل نہیں' کاہلی ہے۔ بے عملی ہے۔ جہالت ہے۔ عقلمند وہ ہے جو تقدیر کو تقدیر سے توڑے' اور تقدیر کے مقابلے میں تقدیر کو ہی لا کھڑا کرے۔''

''اس کا کیا مطلب ہوا؟''

''مطلب یہ ہے لڑکی کہ اسباب بھی قدرت نے دیے ہیں اور پریشانیاں بھی۔ ان کو آپس میں لڑا دو اور آسمانوں سے مدد کی دعا کرو۔ اور سنو۔ قرآن پڑھا کرو۔ اس میں ہر مسئلے کا حل ہوتا ہے۔''

مسجد آ گئی تھی اور وہ بیمار ہنوز درخت تلے بیٹھا تھا۔ اکڑوں' سر گھٹنوں پہ رکھے۔ ہڈیوں کا ڈھانچہ۔ لاغر اور مایوس سا وجود۔ اس نے ایک ترحم بھری نگاہ اس پہ ڈالی اور قدم آگے بڑھا دیے۔

''امام کو کیا معلوم میرے مسئلوں کا! ایک سات صدیوں پہلے کے نائیو بوڑھے امام کو کیا معلوم؟''

شیخ وہیں مسجد کے پاس کھڑے رہ گئے۔ اور وہ مدرستہ الجوزیہ (School of Jauzwiya) سے' دور' بہت دور' صدیوں کی مسافت طے کرتی چلتی گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆

وہ تو زخموں کو نمکدان بنا دیتے ہیں
دل کے زخموں پہ سیاست نہیں کر سکتا میں

دوپہر ہنوز جھلس رہی تھی جب فارس نے کار انیکسی کے سامنے سبزہ زار پہ روکی اور ایک سلگتی نظر اس پہ ڈالی۔ وہ موبائل کان سے لگائے دوسری طرف جاتی گھنٹی سن رہی تھی۔

''وہ نہیں اٹھائے گا فون۔ چھوڑ دیں اس انویسٹی گیٹر کا پیچھا۔ اب باس نہیں ہیں آپ اس کی۔'' زمر نے زور سے فون پرس میں پٹخا۔ پیشانی پہ بل لیے' وہ منہ میں کچھ بڑبڑائی تھی۔

''اس شخص کا منہ توڑنا تھا میں نے' مگر آپ کی وجہ سے چپ رہا اور وہ اے ایس پی۔ وہ سب ایک ساتھ ملے ہوئے ہیں' کیا ضرورت تھی اس کے سامنے خاموش رہنے کی۔''

''مجھ پہ چلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہاری کوئی ملازمہ نہیں ہوں۔'' وہ ناگواری سے اس کی طرف دیکھ کر بولی تھی۔ ''میں نے نہیں کہا تھا مجھے تمہاری ضرورت ہے' تم نے کہا تھا کہ ہم ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں۔ اگر میرے ساتھ کام نہیں کرنا تو جہنم میں جاؤ میری طرف سے۔ میں اپنے بچے کو اکیلے ڈھونڈ لوں گی۔ لیکن اگر میرے ساتھ کام کرنا ہے تو سب میرے طریقے سے ہوگا۔''

''وہ میرے سامنے اتنی بکواس کرتا رہا اور میں سنتا رہا۔ لعنت ہے مجھ پہ۔'' اس نے غصے سے اسٹیئرنگ پہ ہاتھ مارا۔ زمر نے بے اختیار کنپٹی کو

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

مسلا۔

''فارس تم مجھے مزید ٹینشن دینے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتے۔ مجھے بھی پتہ ہے کہ کون کس کے ساتھ ملا ہوا ہے، مگر بات بات پہ اگلے کا گریبان پکڑنے اور دانت توڑنے کے علاوہ بھی بہت طریقے ہوتے ہیں۔ مگر میں بھی کسے بتا رہی ہوں۔'' سر جھٹک کر وہ کھڑکی کے باہر دیکھنے لگی جہاں سبزہ زار اور انیکسی دکھائی دے رہی تھی۔

فارس نے تپ کر اسے دیکھا۔ ''تو اب کیا ہوگا؟ وہ تو اصل مجرموں کو کور کر گیا ہے۔ کل کلاں ضمانت پر رہا ہو جائے گا۔ اور وہ اے ایس پی ایس پی بن جائے گا۔ ایسے ملے گا ہمیں سعدی؟''

''میرا اس اے ایس پی کے ساتھ ایک ورکنگ ریلیشن ہے' تم اپنے غصے میں اندھے ہو کر اسے خراب نہ کرو' یہ میری درخواست ہے۔''

''مجھے ایک گھنٹہ مل جائے اس نیاز بیگ کے ساتھ' میں دیکھتا ہوں وہ کیسے سب نہیں بکتا۔''

''کیا بتائے گا وہ؟ اس کو کچھ بھی نہیں پتہ۔ اگر پتہ ہوتا تو سرمد شاہ اسے ہمارے سامنے نہ لاتا۔ یہ فون کیوں نہیں اٹھا رہا۔'' وہ دوبارہ سے موبائل نکال کر نمبر ملانے لگی۔ جھنجھلاہٹ اور اکتاہٹ اس کے چہرے پہ بکھری تھی۔ فارس چہرہ اس کی طرف موڑے اسے دیکھنے لگا۔ وہ نمبر ملاتے ہوئے بڑبڑا رہی تھی۔ ''مجھے پتہ تھا تم کام بنانے کی بجائے صرف بگاڑو گے۔ تم سے کچھ نہیں ہوگا۔''

وہ تیکھی نظروں سے اسے دیکھے گیا۔ اندر اٹھتا ابال ذرا کم ہوا۔ چہرے کی رنگت نارمل ہونے لگی' پھر اس نے گہری سانس لی۔

''آپ کو کیا چاہیے؟'' زمر نے فون کان سے لگاتے ہوئے اکتاہٹ بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

''انویسٹی گیٹر کو کیوں کال کر رہی ہیں؟ کیا چاہیے آپ کو؟'' اس نے دہرایا۔

''ایسے مت پوچھو، جیسے تم میرا کوئی کام کر سکتے ہو۔'' بے زاری سے اس نے فون ہٹایا اور لاک کھولا۔

''ایک آدمی ہراس کر رہا تھا آپ کو' پھر آپ نے مجھے بتایا۔ کیا دوبارہ اس نے کبھی تنگ کیا آپ کو؟'' زمر کے دروازہ کھولتے ہاتھ تھمے' چونک کر اس نے فارس کو دیکھا۔

''دو تین دفعہ آپ نے کچھ لوگوں کے بینک اکاؤنٹس اور بیک گراؤنڈ چیک کرنے کے لئے کہا تھا' میں نے وہ کر کے دیا تھا یا نہیں؟'' وہ سنجیدگی سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے پوچھ رہا تھا۔ زمر کے ابرو مشتبہ انداز میں اکٹھے ہوئے۔

''تب تم قاتل نہیں تھے۔''

''میں نے پوچھا' آپ۔۔کو۔۔کیا چاہیے؟'' ایک ایک لفظ پہ زور دیا۔ نظریں ابھی تک اس کی آنکھوں پہ تھیں۔

''تم کیا کر سکتے ہو میرے لئے؟ اس نیاز بیگ کا بیک گراؤنڈ چیک کر سکتے ہو؟ اس کا پولیس ریکارڈ' مالی حالات' خاندانی حالات' ڈیلنگز' مجھے ہر چیز چاہیے' وہ بھی جو اس کو خود بھی نہ معلوم ہو۔ اگر میرا انویسٹی گیٹر ہوتا تو کل شام سے پہلے ہر چیز میری ٹیبل پہ ہوتی۔ بولو تم کر سکتے ہو؟'' درشتی سے چبا چبا کر بولتی' ایک ملامتی نظر اس پہ ڈال کر اس نے دروازہ کھولا تو سنا۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

"کل دوپہر سب آپ کی ٹیبل پہ ہوگا۔" وہ نکلی تو وہ زن سے کار آگے لے گیا۔ زمر نے مڑ کر برہمی سے اسے دیکھا۔ "بدتمیز۔" انگلی سے چہرے پہ آئی لٹیں ہٹائیں اور انیکسی کی طرف قدم اٹھانے لگی۔ تبھی عقب میں آواز آئی۔

"ہیلو ڈی اے۔" وہ گھومی۔

قدرے جھنجھلایا، قدرے جھجکتا سا نوشیرواں وہاں کھڑا تھا۔ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اسے دیکھا اور پھر مڑ کر ایک خفا نظر عقب میں برآمدے میں کرسی پہ بیٹھی جواہرات پہ ڈالی۔

"اوہ نوشیرواں۔ آپ کو بہت عرصے بعد دیکھا ہے۔" وہ خود کو پرسکون کرتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"میں دبئی گیا ہوا تھا۔ کل واپس آیا ہوں۔ ممی نے بولا کہ...." ایک بےزار نظر پھر دور بیٹھی جواہرات پہ ڈالی جو ادھر ہی دیکھ رہی تھی۔ "آپ سے تعزیت کرلوں۔"

"تعزیت؟" زمر کے دل کو دھکا سا لگا۔ ابرو بھنچ گئے۔

"مطلب وہی... سعدی کے لئے۔ مجھے بہت... بہت افسوس ہے۔"

"تھینک یو نوشیرواں، مگر وہ زندہ ہے اور ہم اسے ڈھونڈ لیں گے۔" قدرے خشک انداز میں بولی۔ نوشیرواں کی گردن میں کوئی پھندا سا پھنسنے لگا۔

"ہاں شیور کیوں نہیں۔ مجھے بہت افسوس ہے ویسے۔" جلدی سے بات سنبھالی۔ "مگر یہ کیسے ہوا؟ کس نے کیا؟"

"پولیس ان کو ڈھونڈ رہی ہے، جلد پتہ چل جائے گا۔"

"آپ کو کسی پہ شک نہیں؟" اس نے غور سے زمر کا چہرہ دیکھتے پوچھا۔

(ہاشم سامنے ہوتا تو اس سوال پہ اسے ایک تھپڑ تو لگا ہی دیتا۔)

"آپ بتائیں، آپ کو کس پہ شک ہے؟ آپ کا تو وہ فرینڈ تھا۔ اس کے سوشل کانٹیکٹس کو آپ جانتے ہوں گے نا۔"

"نہیں... مجھے کیا پتہ۔ میں تو کافی دن سے اس سے ملا بھی نہیں تھا۔ ان فیکٹ میں تو اس واقعے سے ایک دن پہلے دبئی چلا گیا تھا۔ مجھے واقعی افسوس ہے کہ میں اس کے پاس اس مشکل وقت میں نہیں تھا۔" بظاہر لاپرواہی سے شانے اچکائے مگر اندر سے اس کا سانس خشک ہونے لگا تھا کیونکہ وہ چبھتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"جی مجھے پتہ ہے آپ تب دبئی میں تھے اٹس اوکے۔ ہاشم نے بتایا تھا۔" وہ بات ختم کر کے مڑنے لگی، مگر ایک دم رکی۔ چونک کر اسے دیکھا۔

"سعدی کے واقعے سے ایک دن پہلے، مطلب میری شادی والے دن آپ دبئی گئے ہوئے تھے؟ بیس تاریخ کو؟"

"جی۔ اور سوری، بھول گیا۔ شادی کی مبارک ہو آپ کو۔"

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

زمر نے بے اختیار پیچھے اس کے کمرے کی بالکونی کو دیکھا جہاں شیشے کے دروازے کے پیچھے وہ اکیس تاریخ کی صبح اسے کھڑا نظر آیا تھا' پھر اسے دیکھا۔ آنکھیں سکیڑ کر۔ (یہ جھوٹ کیوں بول رہا ہے؟ یا اتنے دن گزر جانے کے باعث یہ تاریخوں کو مکس اپ کر رہا ہے؟ یا شاید اس نے اتنے دن مجھ سے افسوس نہیں کیا' اس لیے بہانہ گھڑ رہا ہے۔ اسٹوپڈ!)

''او کے۔ ڈی اے۔ آپ کا دن اچھا گزرے۔''

زمر نے سر جھٹکا۔ ''میں پبلک پراسیکیوٹر نہیں ہوں اب۔'' محض اتنا بتا کر وہ پلٹ گئی۔ نوشیرواں نے شانے جھٹکے اور واپس ہو لیا۔

لبوں میں سیٹی بجاتا وہ جواہرات کے ساتھ کرسی پہ دھپ سے آ گرا تو اس نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔

''ڈھنگ سے افسوس کیا یا نہیں؟''

''ہاں' کر لیا۔'' اس نے ہاتھ جھلا کر اشارہ کیا۔ ٹانگ پہ ٹانگ جمائے بیٹھی جواہرات نے رس بھرا گلاس ہونٹوں تک لے جاتے سوچتی نظروں سے اسے دیکھا۔

''شیرو کیا مسئلہ ہے؟ تم دونوں بھائی مجھ سے کیا چھپا رہے ہو؟''

''اوہ ممی بس کر دیں۔'' وہ بے زار ہوا۔ ''آپ کو بتائے بغیر کیا چلا گیا جب سے تفتیش کر رہی ہیں۔''

''کوئی تو بات ہے۔ سعدی والے معاملے سے اگر تم لوگوں کا کوئی تعلق ہے تو مجھے ابھی بتا دو۔''

''مجھے نہیں پتہ یہ سعدی والا معاملہ بھئی! میں تو دبئی میں تھا' مگر بہت خوشی ہوئی۔ زندگی سے ایک مسئلہ تو کم ہوا۔ اندر جا رہا ہوں' آپ بیٹھیں اتنی گرمی میں باہر۔'' منہ کے زاویے بگاڑتا' وہ اٹھا اور بیرونی زینے کی طرف بڑھ گیا (جو اوپر اس کے کمرے کی بالکونی تک جاتا تھا) جواہرات سوچ میں گم اسے جاتے دیکھے گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆

تحریر سچ کر تو کبھی بات سچ کر

پاتے ہیں رزق صورتِ حالات سچ کر

اگلی سہ پہر پہلے سے بھی زیادہ گرم تھی۔ یہ شعبان کے آخری ایام تھے اور شہر بھر میں مصروفیت بڑھ سی گئی تھی۔ ایسے میں اس بلند عمارت کے ٹاپ فلور کے آفسز میں بھی معمول کی چہل پہل جاری تھی۔

ہاشم کاردار کے آفس کے باہر بیٹھی سیکرٹری' لنچ بریک کے دوران' ایک ہاتھ میں سینڈوچ لئے' دوسرے میں میگزین پکڑے قدرے تعجب سے پڑھتی جا رہی تھی۔ تبھی انٹر کام بجا تو وہ میگزین پہ سینڈوچ بیگ رکھ کر فوراً متوجہ ہوئی۔

''جی سر؟ او کے!'' ریسیور رکھ کر اٹھ گئی۔ اس کے سینڈوچ بیگ تلے میگزین کا آدھا صفحہ دکھائی دے رہا تھا۔ شہ سرخی واضح تھی۔

''نیسکام کے نوجوان سائنسدان اور تھرکول کے سینئر انجینئر کو لاپتہ ہوئے پندرہواں روز ہو گیا۔'' ساتھ میں آدھی دھکی تصویر بھی جھلک رہی

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

تھی۔ گھنگریالے بالوں والا لڑکا مسکراتا ہوا...

حلیمہ نے آفس کا دروازہ دھکیلا تو منظر سا کھلتا گیا۔ چوڑی میز کے پیچھے ہاشم بغیر کوٹ کے بیٹھا فون پہ بات کر رہا تھا اور سامنے کرسی پہ خاور بیٹھا ایک فائل کے صفحے پلٹا رہا تھا۔

ہاشم نے انگلی سے اسے اندر آنے کا اشارہ کیا پھر فون پہ ہنس کر کسی کو الوداعی کلمات کہے پھر اسے دیکھتا اس کی طرف متوجہ ہوا۔ ''حلیمہ وہ لیٹرز مجھے ابھی لا دو میں سائن کر دیتا ہوں۔ پھر مجھے نکلنا ہوگا۔''

''او کے سر!'' وہ چپ ہوئی۔ قدرے تذبذب سے رکی۔ ''سر میں نے ابھی میگزین میں دیکھا' آپ کا وہ فرینڈ' سعدی یوسف... وہ منگ ہے۔'' صفحے پلٹتے خاور نے ایک دم مڑ کر اسے دیکھا اور دوبارہ فون اٹھاتے ہاشم نے بالکل ٹھہر کر پھر دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

''ہاں' وہ تو کافی دن سے منگ ہے' ہم سب، اس کے دوست اور خاندان والے بہت اپ سیٹ ہیں اس کے لئے۔'' ہاشم بولا تو لہجے سے فکرمندی جھلکتی تھی۔

''او آئی ایم سوری سر! اکیس مئی کو وہ آیا تھا ادھر اور کسے پتہ تھا کہ اسی رات...'' وہ تاسف سے بول رہی تھی اور ہاشم کی گردن میں ڈوب کر ابھرتی گلٹی واضح دکھائی دی۔

(کسے پتہ تھا!) خاور چونکنے انداز میں ہاشم کو دیکھ رہا تھا۔ ہاشم ذرا کھنکھارا۔

''حلیمہ' تم نے اس ہفتے بہت دفعہ کال کی تھی اسے' کیا پولیس نے تم سے کچھ پوچھا اس بارے میں؟''

وہ ٹھٹک کر رکی' آنکھیں اچنبھے سے سکڑیں۔ ''نہیں سر!''

''دراصل پولیس اس کی گرل فرینڈ کو ڈھونڈ رہی تھی' وہ بھی منگ ہے' اور تمہاری کالز کی وجہ سے انہوں نے مجھ سے تفتیش کی تھی' مگر میں نے انہیں تسلی کروا دی کہ تمہارا اس سے ایسا کوئی تعلق نہیں تھا۔ ایسا ہی ہے نا؟'' اس کی آنکھوں میں دیکھتا وہ اپنائیت سے کہہ رہا تھا۔ (خاور نے مسکراہٹ چھپانے کو چہرہ نیچے کر لیا۔)

''نہیں سر میں تو اسے جانتی بھی نہیں۔'' وہ ایک دم حیران پریشان نظر آنے لگی۔

''ہاں میں نے بھی انہیں یہی کہا کہ تمہاری اس سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی اور کالز بھی تم نے نہیں، میں نے کی تھیں آفس سے' وہ مشکوک تھے' ان کو پس کسی لڑکی کا چہرہ چاہیے اس منگ گرل فرینڈ کے ساتھ فٹ کرنے کے لئے' مگر تم فکر مت کرو' ہاشم کاردار کی سیکرٹری کو وہ آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتے۔ میں سنبھال لوں گا۔'' رسان سے اس کی تسلی کرائی۔

''تھینک یو سر!'' وہ ذرا پریشان' ذرا ممنون سی واپس پلٹی۔ اپنے ڈیسک پہ آ کر اس نے کسی کراہیت بھری شے کی طرح وہ میگزین موڑ کر ڈسٹ بن میں پھینکا اور سینڈوچ لے کر واپس کمپیوٹر پہ بیٹھ گئی۔ (اُف۔) ساتھ ہی جھرجھری لی۔

اندر خاور نے ستائشی مسکراہٹ سے سامنے بیٹھے ہاشم کو دیکھا۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

''اب یہ قیامت تک سعدی کا ذکر نہیں کرے گی۔''

اس نے ہلکے سے کندھے اچکائے۔''ہاشم سب سنبھال سکتا ہے۔''پھر ذرا آگے کو ہوا۔''اس شخص کا کچھ پتہ چلا جو موقع پہ موجود تھا؟''

''مجھے یہ ایک واہمے سے زیادہ کچھ نہیں لگتا۔اگر وہاں کوئی انجان شخص ہوتا تو گواہی کے لئے آگے آتا مگر ایسا نہیں ہوا۔بالفرض اگر وہ سعدی کا کوئی جاننے والا تھا تو اس سنسان گلی میں کیا کر رہا تھا؟یقیناً سعدی نے ہی اسے بلایا ہوگا۔میں نے اس کا سارا کال ریکارڈ چیک کیا ہے' اس نے ہمارے آفس سے جانے کے بعد کوئی کال نہیں کی۔سو یہ ممکن نہیں کہ وہاں کوئی ہو۔''مگر ہاشم کی آنکھوں میں تشویش کم نہیں ہوئی تھی۔

''پولیس کو کس نے بلایا؟''

''ہمسائیوں میں سے کس نے فون کیا تھا'انہوں نے اس کی چیخیں سنی تھیں۔پولیس کو معلوم نہیں تھا' مگر میں نے زمر صاحبہ سے پوچھا تھا' وہ کہہ رہی تھیں کہ وہ سعدی کے محلے کی کوئی خاتون ہیں'اور زمر کی ان سے بات ہوئی ہے'انہوں نے بھی کچھ نہیں دیکھا۔''

ہاشم نے گہری سانس لی'پیچھے کو ٹیک لگائی اور سوچتی نظروں سے سامنے دیوار کو دیکھنے لگا۔

''اس کے کال ریکارڈز وہ لوگ بھی نکلوائیں گے۔''

''حلیمہ نے اپنے نمبر سے کوئی کال نہیں کی' آپ کے ڈیسک فون سے کی تھی اور وہ آپ کا دوست تھا' کوئی شک نہیں کرے گا۔''

''اس کے فون سے کچھ نہیں ملا؟''

''اونہوں۔صفاچٹ۔اسے شاید ڈر تھا کہ ہم اس کا فون بگ نہ کر رہے ہوں'اس لئے وہ اس میں کوئی پرخطر شے نہیں رکھتا تھا۔بہرحال وہ مکمل طور پہ تباہ کر کے ڈسپوز آف کر دیا ہے۔کسی کو نہیں ملے گا۔جیسے وہ خود کسی کو نہیں ملے گا۔''

ہاشم کے چہرے پہ ایک عجیب سا احساس ابھرا۔اس نے خاور کی طرف دیکھا اور جب بولا تو آواز ہلکی تھی۔

''کیسا ہے وہ؟''

''ری کور کر رہا ہے۔جلد شفٹ کرنے کے قابل ہو جائے گا۔اور...''وہ رکا۔''وہ پڑھنے کے لئے قرآن مانگ رہا تھا۔''

''دے دو۔''ہاشم نے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے قدرے تکان سے کہا۔خاور کو بے چینی ہوئی۔

''ہمیں اس کو ہسپتال میں ہی ختم کر دینا چاہیے تھا۔اس کو زندہ چھوڑ کر آپ غلطی کر رہے ہیں۔''

''خاور!ہم یہ موضوع ختم کر چکے ہیں۔''خاور سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''میں نے ہمیشہ سوچا سر' کہ جب نجومی کہہ دے کہ اس سال میں پیدا ہونے والے لڑکے کو مار دینا بہتر ہے تو نیل میں تیرتے صندوق کو ڈبو دینے کی بجائے'اسے اپنے پہلو اور دل میں جگہ دینے کا غلط فیصلہ انسان سے کون کرواتا ہے؟مگر کچھ دن سے مجھے لگنے لگا ہے کہ واقعی' محبت پہ انسان کا اختیار نہیں ہوتا۔خیر۔''اس نے گہری سانس لی۔''سر کاردار مجھ سے بار بار اشاروں کنایوں میں وہ پوچھ رہی ہیں جو آپ انہیں

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

نہیں بتانا چاہ رہے۔اس بارے میں غور کیجئے گا۔"

وہ چلا گیا اور ہاشم قلم انگلیوں میں گھماتا' سوچ میں ڈوبا بیٹھا رہا۔

☆☆☆☆☆☆☆

کام اس سے آپڑا ہے کہ جس کا جہان میں
لیوے نہ کوئی نام، ستمگر کہے بغیر!

"فوڈلی ایور آفٹر" ریسٹورانٹ کے اندر اس سہ پہر اکا دکا لوگ ہی موجود تھے۔کونے کی ایک میز پہ زمر کاغذات پھیلائے بیٹھی تھی۔اس نے زرد پھولدار جوڑا پہن رکھا تھا' اور بال آدھے کیچر میں باندھے' سر جھکائے' صفحے الٹ پلٹ کر رہی تھی۔گاہے بگاہے نگاہ اٹھا کر کاؤنٹر کے ساتھ کھڑی ندرت کو بھی دیکھ لیتی جو رجسٹر چیک کر رہی تھیں۔ان کی آنکھوں تلے گہرے حلقے تھے اور چہرہ زرد تھا۔

"بھابھی' ہم اسے بہت جلد ڈھونڈ لیں گے۔" ہلکا سا مسکرا کر زمر نے ان کو پکارا۔انہوں نے اس کی طرف دیکھے بنا سر ہلایا۔زمر کی مسکراہٹ مدھم ہوگئی۔ندرت اب زیادہ بات نہیں کیا کرتی تھیں۔

زمر روز ادھر ہی ہوتی مگر آج خلاف معمول حنین بھی ساتھ آئی تھی۔البتہ اس کے قریب نہیں بیٹھی۔کچن میں کھڑی رہتی یا کبھی باہر آ جاتی۔

"حنہ۔کیا تم مجھے سعدی کے لیپ ٹاپ کا پاسورڈ کھول کر دے سکتی ہو؟" زمر نے نرمی سے اسے پکارا۔وہ کچن کے دروازے پہ کھڑی تھی اس کی بات پہ مڑ کر اسے دیکھا۔

"مجھے نہیں آتے یہ کام۔" اور رخ پھیر لیا۔

"ہم دونوں جانتے ہیں کہ یہ سچ نہیں ہے۔"

"لیپ ٹاپ سے کیا ملے گا؟ کال ریکارڈ سے بھی تو کچھ نہیں ملا۔" وہ خفگی سے اس کی طرف پشت کیے بولی تھی۔زمر نے گہری سانس لی۔

"کیا تم نے اپنی دوستوں سے پتہ کیا؟ کس کے بھائی نے بتائی تھی سعدی کو وہ بات؟"

"ناعمہ کے بھائی نے بتایا ہوگا۔اب وہ کوئی مانے گی تھوڑی؟"

"اور میں نے تمہیں کہا تھا کہ ڈاکٹر سارہ سے پوچھو' نیسکام میں حلیمہ نامی سیکرٹری کس کی ہے؟"

زمر کے پاس ان کاموں کی ایک لمبی فہرست تھی جو اس نے حنین کو دیے تھے اور جو حنین نہیں کر کے دے رہی تھی۔اس بات پہ تنک کر پلٹی۔

"سارہ خالہ ابھی تک تھر میں ہیں' کہہ رہی تھیں واپس آ کر پتہ کریں گی اس سیکرٹری کا۔وہ خود اتنی پریشان اور شاکڈ ہیں بھائی کے لئے۔کہہ رہی تھیں گراؤنڈ پہ بھی سب بہت اپ سیٹ ہیں بھائی کی وجہ سے۔اب بار بار کیا تنگ کروں ان کو؟"

زمر نے نفی میں سر ہلاتے گہری سانس خارج کی اور واپس کاغذات کی طرف متوجہ ہوئی۔تبھی سامنے دروازہ کھلا اور کوئی لمبے لمبے ڈگ بھرتا

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

اس کی میز کے قریب آ کھڑا ہوا۔

''میم! السلام وعلیکم۔'' زمر نے سر اٹھایا۔ احمر سامنے کھڑا تھا۔ تذبذب اور فکرمندی سے اسے دیکھتا۔

''وعلیکم السلام۔ بیٹھئے۔'' وہ بے نیازی سے کہہ کر کچھ صفحے نکال کر دوسری فائل میں لگانے لگی۔

''آ....وہ....میں نے آپ کو ابھی کال کیا تھا' آپ نے بتایا آپ ادھر ہیں۔'' کرسی کھینچ کر سامنے بیٹھتے اس نے یاد دلایا۔ (چڑیل کا کیا بھروسہ۔)

''ہوں۔ کافی جلدی مل گیا آپ کو ایڈریس۔''

''نو پرابلم۔ میں پہلے بہت آ چکا ہوں ادھر۔ سعدی کے ساتھ۔ اوہ....مجھے بہت افسوس ہے اس کے لئے۔'' جلدی سے آگے ہو کر وہ تاسف سے کہنے لگا۔ ''میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ ایسا ہوگا۔ اگر میں کچھ کر سکوں اس کے لئے تو پلیز بتایئے۔''

''آپ کے خیال میں اس کے ساتھ یہ کس نے کیا ہوگا؟'' وہ کاغذات سمیٹتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

''میرا خیال ہے کہ....'' وہ رکا' ہچکچاہٹ سے کنپٹی کھجائی۔ ''کورٹ میں ایک جج ہے' سعدی نے اس جج کو...''

''اسٹاپ!'' زمر نے ایک دم ہاتھ اٹھا کر اور آنکھیں نکال کر اسے روکا۔ وہ ٹھہرا اور ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

''ہم اس بارے میں بات نہیں کر رہے' اوکے!'' اسے گھور کر' بظاہر ٹھنڈے انداز میں کہا۔ وہ ذرا الجھا۔ ''مگر آپ میری بات تو سن لیں۔''

''احمر! اگر مجھ سے کورٹ میں پوچھا گیا کہ ہم نے ایسی کوئی بات کی ہے یا نہیں تو میں اسٹینڈ پہ جھوٹ نہیں بول سکتی' اس لئے' ہم ایسی کوئی بات نہیں کر سکتے۔ اوکے!'' ابرو اٹھا کر سختی سے جتایا۔ احمر کا منہ کھل گیا۔

''آپ جانتی ہیں کہ غازی کیسے رہا ہوا تھا۔''

''اسے جج نے رہا کیا تھا' میں یہی جانتی ہوں۔'' کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھتے احتیاط سے الفاظ کا چناؤ کیا۔

''جی' بالکل' آف کورس۔'' احمر نے دم بخود اثبات میں سر ہلایا۔ ''مگر جسٹس سکندر نے کبھی کوئی....ذکر کیا؟''

''احمر' جسٹس صاحب میرے پاس آئے تھے اور میں نے وہی کہا جو میں نے کہنا تھا۔'' ٹھہر ٹھہر کر وہ بولی۔ احمر نے سمجھنے والے انداز میں گردن ہلائی۔ زمر کی نگاہوں کے سامنے وہ منظر پھر سے تازہ ہو گیا....

وہ اپنے آفس میں کھڑی تھی اور جسٹس سکندر' بدلتے رنگوں والا چہرہ لئے اس کے سامنے کھڑے تھے۔

''یہ پیکٹ مجھے آپ کے بھتیجے نے بھجوایا ہے' اس کو ایک نظر دیکھئے' اور بتایئے' کہ میں کیا کروں اور کیا نہ کروں۔''

زمر نے سینے پہ بازو لپیٹے اور چبھتی ہوئی آنکھوں سے ان کو دیکھا۔ ''یور آنر' میں اس کو نہیں کھولوں گی' مجھے نہیں معلوم کہ اس میں کیا ہے' اس میں ثبوت اور شواہد ہو سکتے ہیں' جو اس نے اپنے ماموں کے حق میں جمع کر کے بھیجے ہوں آپ کو اور اس میں کوئی قابل اعتراض نہیں ہے۔ اس لئے آپ اس پیکٹ کو لے جایئے اور بطور جج وہی کیجئے جو آپ کو بہتر لگتا ہے' کیونکہ میں یہ کیس آپ سے ڈسکس نہیں کر سکتی' یہ غلط ہے'

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

سو...'' ساتھ ہی کلائی پہ بندھی گھڑی دیکھی۔ ''مجھے چلنا ہوگا۔'' اور پرس وغیرہ سمیٹنے لگی۔

''آپ کو اچھی طرح پتہ ہے کہ اس میں کیا ہے۔''

''یور آنر میں نے اس کو نہیں کھولا' اس میں کچھ بھی ہوسکتا ہے۔ مجھے اجازت دیجئے۔'' اور تیزی سے باہر نکل گئی۔ ہلکا سا سر جھٹکا تو یاد کا بلبلہ ہوا میں تحلیل ہوا' اور وہ واپس ریسٹورانٹ میں آئی۔

''کوئی اور کام جس میں آپ سعدی کے شریک رہے ہوں؟'' سنجیدگی سے احمر کو دیکھ کر وہ پوچھنے لگی۔

''مسز شہرین کاردار کا ایک کام تھا....'' وہ تفصیل سے بتانے لگا۔ زمر غور سے سنتی رہی۔ آخر میں بس اتنا بولی۔ ''مجھے شہرین کی وہ ویڈیو چاہیے۔ آپ کے پاس ہوگی یقیناً۔''

احمر نے حیرت سے اسے دیکھا۔ ''سوری مگر میں نے ابھی آپ کو بتایا ہے کہ وہ میں ہر جگہ سے مٹا چکا ہوں' میرے پاس وہ نہیں ہے۔''

''مجھے.... وہ.... ویڈیو... چاہیے احمر!'' توڑ توڑ کر اس نے الفاظ ادا کیے۔ احمر کے چہرے پہ بے پناہ افسوس بھرا۔

''مطلب آپ مجھے اتنا کوئی گرا ہوا انسان سمجھتی ہیں کہ میں کلب کے ریکارڈ سے مٹا کر اس کو اپنے پاس رکھ لوں گا؟ مجھے آپ کی سوچ پہ افسوس ہے اور....'' جذباتی انداز میں وہ بولے جا رہا تھا کہ زمر نے زور سے میز پہ ہاتھ مارا۔ ''احمر شفیع!'' اور اس کو گھورا۔

''او کے سوری۔ میرے کمپیوٹر میں پڑی ہے' کل لا دوں گا۔'' اس نے فوراً ہاتھ اٹھا دیے۔ پھر بے چارگی سے ادھر ادھر دیکھا' ذرا دیر کو ٹھٹکا۔

''ایکسکیوزمی' یہ لڑکی کون ہے؟'' زمر نے اس کی نظروں کے تعاقب میں کچن کی سمت دیکھا جہاں حنین قدرے رخ موڑے کھڑی تھی۔ زمر نے واپس ایک تیز نظر احمر پہ ڈالی۔

''یہ سعدی کی بہن ہے' یعنی کہ فارس کی بھانجی' اور اگر فارس یہاں ہوتا تو آپ کی آنکھیں نکال چکا ہوتا اب تک۔'' نرمی سے گویا ہوئی تو وہ جو دیکھے جا رہا تھا' ہڑبڑا کر سیدھا ہوا۔

''نہیں نہیں سوری' میرا یہ مطلب نہیں تھا۔'' کرسی پہ رخ بھی موڑ لیا۔ پھر جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ''میں چلتا ہوں۔ کل ویڈیو لا دوں گا۔''

عجلت میں کہتا شرمندہ سا فوراً باہر نکل گیا۔ زمر نے دیکھا۔ باہر شیشے کے دروازے کے پار فارس آتا دکھائی دے رہا تھا۔

احمر نے بھی اسے دیکھ لیا۔ اس کے پاس لمحے بھر کو رکا۔

''تم ادھر؟'' فارس نے دھوپ کے باعث آنکھیں چندھیا کر اسے دیکھا۔ آج اس نے بھورا کوٹ پہن رکھا تھا۔ اندر گول گلے کی سیاہ شرٹ۔ (پھر ویسی ہی شرٹ!) ہاتھ میں کچھ کاغذ پکڑ رکھے تھے۔

''سعدی کا افسوس کرنے آیا تھا' مگر اب سوچ رہا ہوں کہ جو اس دن فیصلہ کیا تھا' چڑیل کو چڑیل نہ کہنے کا' وہ واپس لے لوں۔'' نہایت جل کر بولا۔

''مطلب؟'' اس نے تعجب سے اسے سر سے پیر تک دیکھا۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

''دفع کرو۔'' احمر نے سر جھلایا۔ پھر جلدی سے قریب ہوا۔ ''پتہ ہے کیا' زمر میڈم سب جانتی ہیں' کہ کیسے تم باہر آئے' کیسے سعدی نے جج کو بلیک میل کیا' اور وہ جج سب سے پہلے انہی کے پاس گیا تھا' مگر....'' وہ تیز تیز بولے جا رہا تھا۔ فارس نے ایک دم چونک کر اسے دیکھا۔

''ایک منٹ ایک منٹ!'' حیرت اور شاک سے اس نے بات کاٹی۔ ''اس کو چھوڑو' تم کیسے جانتے ہو یہ سب؟''

جذباتی انداز میں بولتے احمر کو بریک لگی۔ منہ کھل گیا۔ (oops) بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹا۔

''میری امی میرا انتظار کر رہی ہوں گی، میں چلتا ہوں۔''

''تمہاری امی کے انتقال کو سات سال گزر چکے ہیں۔ سیدھی طرح مجھے پوری بات بتاؤ!''

''وہ.... دیکھو... میرا کوئی قصور نہیں ہے.... آخر لوگ میرے پاس مشورے لینے آتے ہی کیوں ہیں؟'' وہ واقعی روہانسا ہوا۔ ''میں نے تو صرف ایک مشورہ...''

''تم...!'' وہ انتہائی غصے سے آگے بڑھا۔ ''تم نے میرے بھانجے کو بلیک میلر بنا دیا۔'' دبی دبی آواز میں غرایا تھا۔

''تو اور کیا کرتا؟ کوئی راستہ ہی نہیں تھا۔ دیکھو مجھے جلدی ہے' ابھی میں جا رہا ہوں' بعد میں بات کرتے ہیں' ہاں۔'' تیز تیز بولتا' پیچھے ہٹتے وہ مڑا اور اپنی کار کی طرف لپکا۔ فارس بمشکل ضبط کر کے اسے جاتے دیکھتا رہا' پھر واپس مڑا تو شیشے کی دیوار کے پار' ریسٹورانٹ کے اندر' وہ بیٹھی اسی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کے دیکھنے پہ سر جھکا کر کاغذ الٹ پلٹ کرنے لگی۔

''اس کو تو بعد میں پوچھوں گا۔'' ایک خشمگیں نگاہ دور جاتے اپنی پہ ڈال کر وہ (گہری سانس لے کر) اندر آیا۔ زمر سر جھکائے کاغذ دیکھ رہی تھی جب ان کاغذوں پہ اس نے ایک فولڈر رکھا۔ زمر نے سر اٹھایا۔ وہ سنجیدہ سا سامنے کھڑا تھا۔

''آپ کے انویسٹی گیٹر نے جواب نہیں دیا؟'' زمر نے اس کا طنز نظر انداز کر کے فولڈر کھولا۔ آہستہ آہستہ کاغذات پہ نظر دوڑاتی گئی۔ ابرو اٹھے، لب سکڑے۔

''نیاز بیگ دو دفعہ جیل جا چکا ہے' صرف ایک بار تین سال کی سزا کاٹی تھی۔ مبینہ طور پہ دو قتل کر چکا ہے۔ اور دونوں دفعہ الزام سے بچ نکل آیا تھا۔ چار بچے ہیں' ایک بیوی' جو سیٹلائٹ ٹاؤن میں اس کے گھر میں رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک...'' وہ رکا۔ ''ایک عورت سے اس کا تعلق ہے' امینہ امتیاز نام ہے اس کا' اس کو فلیٹ لے کر دیا ہوا ہے' اور ایک این جی او میں اچھی نوکری دلوا رکھی ہے۔ باقی سب اس فولڈر میں ہے۔''

زمر صفحے پلٹاتی گئی' (اور چہرے پہ متاثر کن تاثرات نہ آنے دینے کی کوشش کرتے خود کو سپاٹ دکھا) پھر نگاہیں اٹھائیں۔

''مجھے اس امینہ امتیاز کی ایک ایک تفصیل چاہیئے۔ یہ کہاں رہتی ہے، کیا روٹین ہے اس کی، کب...'' الفاظ لبوں میں رہ گئے۔ فارس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے چند تہہ شدہ کاغذ نکال کر اس کے سامنے رکھے۔

''اور کچھ؟'' وہ سنجیدہ تھا۔ سپاٹ سا۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

"نہیں۔" وہ بے نیازی سے کاغذوں کی تہیں کھولتی قدرے رخ موڑ گئی۔ وہ بھی نہیں رکا۔ ندرت کو بس سلام کیا اور باہر نکل گیا۔ اس کے جاتے ہی زمر کے چہرے کی لاتعلقی ہوا ہونے لگی' اور وہ ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ تیز تیز ان کاغذات کو پڑھنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆

ہم سے نہ پوچھو ہجر کے قصے

ہسپتال کا وہ کمرہ ساری دنیا سے الگ تھلگ اور کٹا ہوا لگتا تھا۔ سعدی بیڈ سے ٹیک لگائے' پاؤں لمبے کیے بیٹھا تھا' اور دو تین افراد اس کے ساتھ کھڑے تھے۔ ایک جھک کر اس کی ٹانگ کے زخم کی ڈریسنگ تبدیل کر رہا تھا۔ خود وہ بس سینے پہ بازو لپیٹے' خاموشی سے ان کو یہ کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ شروع میں اس نے ان میل نرسز سے ہمکلام ہونے کی بہتری کوشش کی تھی مگر وہ نہ سنتے تھے' نہ جواب دیتے تھے' سو اب توانائی ضائع کرنا بے فائدہ تھا۔ سوائے اس ڈاکٹر کے۔ آج وہ بال پونی میں باندھے' اس کے سر پہ کھڑی' گردن جھکا کر پٹی بدلنے کے عمل کو دیکھ رہی تھی۔ کام مکمل کر کے وہ لوگ اسی خاموشی سے چلے گئے جس سے آئے تھے۔ البتہ وہ چند لمحے کے لیے کھڑی رہی۔

"کیا تمہیں اس پیر کی ہتھکڑی سے تکلیف تو نہیں ہو رہی؟" ڈرتے ڈرتے میری کو نظر انداز کرتے اس نے پوچھا۔ میری ایک دم ناگواری سے اٹھی۔

"نہیں۔" سعدی نے رخ پھیر لیا۔ لڑکی نے بے بسی بھری ہمدردی سے اسے دیکھا۔

"تمہارا کام ختم ہو گیا ہے مایا' اب تم جاؤ۔" میری نے اس کو گھورا۔ مایا سر جھکائے' "اوکے" کہتی دروازے کی طرف بڑھی۔ دروازہ کھولتے ہوئے مڑ کر ایک بے بس' دکھی نظر اس پہ ڈالی اور پھر باہر نکل گئی۔

میری صوفے پہ بیٹھ گئی۔ سعدی اب اس سے بات نہیں کرتا تھا۔ وہ ڈھیلا پڑ چکا تھا یا شاید اس قید سے نکلنے کا راستہ کوئی نہ تھا۔

اس نے سائیڈ ٹیبل سے اپنا قرآن اٹھا لیا اور خاموشی سے صفحے پلٹانے لگا۔ اسے یاد نہیں آ رہا تھا کہ کل تلاوت کہاں سے چھوڑی تھی' پھر یاد کرنے کی کوشش کیے بغیر اس نے اپنی پسندیدہ سورت کھولی۔ چیونٹیوں کی سورۃ۔ پیامبروں کی سورت۔

"مجھے اپنا قرآن پین بھی چاہیے۔" صفحے سے نگاہ اٹھائے بغیر اطلاع دی۔ جواب بھی اسی سرد انداز میں میری کی طرف سے آیا تھا۔

"تمہیں کسی بھی قسم کا gadget نہیں مل سکتا۔ سوری۔"

سعدی نے مزید کچھ نہیں کہا۔ اعوذ باللہ پڑھا' اور صفحے پہ دھیان دیا جہاں سفید کاغذ کے اوپر سیاہ الفاظ جگمگا رہے تھے۔ اس کی آنکھیں ان الفاظ پہ جم گئیں۔ کمرے میں چھایا ڈپریشن' تناؤ اور افسردگی' ہر شے اس جگمگاہٹ میں پس منظر میں جانے لگی۔ آیت اس سے کہہ رہی تھی۔

"مگر جس کسی نے بھی ظلم کیا' پھر برائی کے بعد اسے نیکی سے بدل دیا ہو تو بے شک میں (اللہ) غفور اور رحیم ہوں۔"

چند لمحے کے لئے اس کا رابطہ کمرے کے دوسرے حصوں سے کٹ گیا۔ بیڈ کے گرد سیاہ جگمگاہٹ کا ایک ہالہ سا کھنچ گیا جس میں وہ سر

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

جھکائے بیٹھا، ہاتھ میں پکڑی کتاب پڑھ رہا تھا۔

''اللہ تعالیٰ!'' وہ مدھم آواز میں بڑبڑایا تو سیاہ ہیروں سی جگمگاہٹ دل کے اندر اترتی ہر آگ کو ٹھنڈا کرنے لگی۔ ''مجھے یہ آیت یاد ہے۔ جہاں بچپن میں میں قرآن پڑھنے جاتا تھا' وہاں میری ٹیچر نے یہ آیات بہت اچھے سے پڑھائی تھیں۔ وہ کہتی تھیں عربی بہت گاڑھی زبان ہے' اس میں ہر لفظ کا بہت وسیع مطلب ہوتا ہے۔ قرآن تب سمجھ آئے گا جب اس کے ہر لفظ کے مطلب کو سمجھو گے۔ جیسے اللہ دیکھیں نا' آپ نے کہا' جو کوئی ظلم کرے تو ظلم کا مطلب کیا ہے؟ اس سارے ذہنی تناؤ میں بھی مجھے یاد ہے۔ ظلم کا مطلب ہے' کسی کے حق میں کمی کرنا۔ تو آپ مجھے یہ سمجھا رہے ہیں اللہ کہ ہم زندگی میں جب بھی کسی کے حق میں کمی کریں تو احساس ہونے پہ صرف سوری کر دینے کی بجائے برائی کو' اس دکھ اور تکلیف کو ہمیں اچھائی اور محبت سے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ان سارے دنوں میں مجھے لگنے لگا تھا کہ میں اس قید میں اس لئے پڑا ہوں کیونکہ میں نے زمر کا دل دکھایا تھا' وہ بیمار تھیں انہوں نے کیا نہیں کیا میرے لئے' کیا تھا اگر میں فارس ماموں کی مسلسل حمایت کرنے کی بجائے دکھاوے کو ہی سہی ان کی بات پہ یقین کر لینے کی اداکاری کر لیتا' مگر میں نے ان کا حق ادا نہیں کیا۔ اگر چار سال انہوں نے تعلق نہیں رکھا تو میں بھی ان کی موجودگی میں ان کے گھر نہیں جاتا تھا' میں نے بھی کال کرنی چھوڑ دی۔ آخر میں پہل تو پھر بھی انہوں نے کی۔ وہ سونیا کی سالگرہ کا کارڈ لے کر آئیں میں تو نہیں گیا نا۔ مگر اب آپ مجھے بتا رہے ہیں کہ اگر میں نے اس ظلم کو اچھائی سے بدلنے کی کوشش کی ہے تو پھر آپ غفور بھی ہیں اور رحیم بھی۔ اتنا تو مجھے پتہ ہے کہ پیچھے گھر میں مجھے کوئی بھی برا نہیں سمجھتا ہوگا۔ میری مداوے کی کوششوں نے میری سب کی کوتاہی ڈھانپ لی ہوگی۔'' وہ سر جھکائے بڑبڑاتے ہوئے چونکا۔ ''اوہ!'' جیسے کچھ سمجھ آیا۔ ''اسی لئے آپ نے کہا کہ آپ غفور اور رحیم ہیں۔ غفور کہتے ہیں ڈھانپنے والے کو' جو گناہوں کو ڈھانپ کر ان کو مٹا دے' معاف کر دے۔ اور رحیم...'' اس نے آنکھیں میچ کر یاد کرنا چاہا۔ کندھا پھر سے درد کرنے لگا تھا۔ ''.....بار بار رحم کرنے والا' لوگوں کی غلطیاں' گناہ سب بار بار معاف کر کے پھر سے ان کو موقع دینے والا۔''

سیاہ حروف کی جگمگاہٹ اس کے گرد کسی اونچے دائرے کی طرح رقصاں تھی۔ باقی سب کچھ چھپ گیا تھا۔ بدقت اس نے اگلے الفاظ پڑھنے چاہے۔

''اور اپنا ہاتھ ڈال لیجئے اپنے گریبان میں (اے موسیٰ) وہ نکلے گا سفید چمکدار بغیر کسی عیب کے (یعنی کسی بیماری کی وجہ سے نہیں' معجزاتی طور پہ) یہ نو (9) نشانیاں ہیں' ان کو لے جایئے فرعون اور اس کی قوم کی طرف۔ بے شک وہ لوگ ہیں جو حد سے بڑھ جانے والے ہیں۔''

''آہ اللہ!'' سر جھکائے بیٹھے لڑکے نے کرب سے آنکھیں بند کیں۔ ''میں نے بھی یہی کرنا چاہا تھا مگر مجھے بھول گیا تھا کہ موسیٰ تنہا نہیں گئے تھے۔ وہ اپنے بھائی کو ساتھ لے کر گئے تھے۔ میں نے زندگی کی دوسری بڑی غلطی کی زمر اور حنین سے جھوٹ بول کر کہ میں نیسکام جا رہا ہوں۔ اب ان کو کون بتائے گا کہ میں کہاں ہوں' اور پہلی غلطی....'' اس کی بند آنکھوں کے آگے ایک منظر لہرایا۔ ''گولی لگنے سے چند منٹ

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

پہلے ...میں نے وہ پین کیمرہ ایک غلط شخص کے ہاتھ میں دے دیا۔اوہ اللہ!"

پھر اس نے ذہن سے ساری یادوں کو جھٹک کر آنکھیں کھولیں اور اگلی آیت پہ انگلی رکھی۔

"پھر جب ان کے پاس آنکھیں کھول دینے والی ہماری نشانیاں آ گئیں تو وہ کہنے لگے یہ تو کھلم کھلا جادو ہے۔" ایک ایک لفظ اس نے ٹھہر کر اندر اتارا۔دل و دماغ میں عجیب قنوطیت اور اذیت بھرتی گئی۔

"اللہ آپ کو تو پتہ تھا کہ وہ اس کو نہیں مانیں گے ہدایت کی کوئی بات ان کے دل کو موم نہیں کر سکے گی۔پھر آدمی کیوں جا کر کسی منکر ظالم کو للکارے؟ وہ اپنا عمل کریں اور ہم چپ چاپ اپنی نماز روزہ کرتے رہیں۔میں بھی کوئی ان کا دل موم کرنے نہیں گیا تھا مگر یونہی ایک انہونی سی آرزو تھی کہ شاید وہ مداوے کے لئے کچھ کریں۔کچھ کرنا چاہیں،مگر فائدہ کیا ہوا؟" سیاہ جگمگاہٹ کو مایوسی کا اندھیرا نگلنے لگا اور جیسے ...جیسے آس پاس سیاہ دھویں کے مرغولے اٹھنے لگے...اس کا دل پھر سے زخم زخم ہونے لگا۔

"اور انہوں نے ان کا انکار کیا ظلم اور تکبر کے ساتھ حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے..."

وہ پڑھتے پڑھتے چونکا۔سیاہ دھواں پھیلنا ٹھہر گیا۔ساری فضا ساکن ہو گئی۔

"حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے۔

پھر دیکھو!

کیا انجام ہوا فساد برپا کرنے والوں کا!"

دھواں چھٹ گیا۔سیاہ حروف جگمگاہٹ پھر سے ارد گرد پھیل گئی۔اداس بیٹھے سر جھکائے لڑکے کے چہرے پہ تکان بھری مسکراہٹ آ ٹھہری۔اس نے گہری سانس خارج کی۔ہونٹوں سے اسی کتاب کی ایک اور آیت ادا ہوئی۔

"اور جو اللہ پہ بھروسہ کرتے ہیں اللہ ان کے لیے ضرور راستہ نکالتا ہے۔"

مقدس کتاب بند کی ادب سے چوما اور سائیڈ ٹیبل پہ رکھ دی۔پھر اداسی سے مسکراتے واپس ٹیک لگا لی۔

میری ہنوز بیٹھی کتاب پڑھ رہی تھی۔سعدی خاموشی سے مسکراتا چھت کو تکتا رہا۔

"اور تم ہاشم کاردار دیکھنا ہمیں کہ ہم کیسے بحر احمر کو دو حصوں میں کاٹتے ہیں اور پھر تمہیں اسی میں ڈبوتے ہیں۔تم دیکھنا۔"

☆☆☆☆☆☆

غم کی حدت سے کوہسار پگھلتے دیکھے

انسان تو پھر انسان ہوا کرتے ہیں

قصرِ کاردار سے پرے انیکسی میں ان دنوں سمجھوتے کی سی فضا چھائی تھی۔رمضان شروع ہو چکا تھا اور پہلے چند روزے کب گزرے پتہ ہی نہیں چلا۔عجیب سی روٹین بنی ہوئی تھی۔افطاری کے بعد سحری تک کوئی نہ سوتا۔پھر سحری کر کے سیم اور حنین دوپہر تک سوتے۔مدرت کا

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

وہی طریقہ تھا۔رمضان کے باوجود جلدی ریسٹورانٹ چلی جاتیں۔زمر بھی گھر نہ ٹکتی اور فارس جاب پہ ہوتا۔بڑے ابا خالی پڑے لاؤنج میں سارا دن صداقت کے ساتھ بے مقصد بیٹھے رہتے۔

صداقت بولتا رہتا' یاسم اٹھ جاتا تو وہی بولتا' یا وہ دونوں ٹی وی دیکھتے رہتے۔اور دونوں کو لگتا کہ وہ موسیقی سے بھرپور' دوکان رمضان ٹرانسمیشن میں لوگوں کی طرف بھکاریوں کی طرح تحفے اچھالتے دیکھ کر ثواب کمار ہے ہیں۔ابا یاسم سے اتنا بھی نہ کہتے کہ 'رمضان عبادت کا مہینہ ہے' ٹی وی کے سامنے بیٹھنے سے اسے ضائع نہ کرو' کہ انہیں ڈر تھا اگر وہی لاؤنج میں آ کر نہ بیٹھے گا تو یہ تنہائی شاید مار ہی دے۔حنین پہلے بھی ست تھی اب تو ہر کام سے گئی۔کمرے میں بند رہتی' یا باہر لان میں بیٹھی گردن اٹھائے عصر کو دیکھتی رہتی۔

ایسی ہی ایک رات زمر اور فارس کے کمرے میں مدھم زرد بتی جل رہی تھی۔بجلی گئی ہوئی تھی' یو پی ایس پہ پنکھا چل رہا تھا' مگر اے سی کی ٹھنڈ باقی تھی۔فارس صوفے پہ پاؤں لمبے کیے لیٹا' سینے پہ لیپ ٹاپ رکھے کچھ کام کر رہا تھا (وہ ایک کارپوریٹ فرم میں بطور چیف سیکیورٹی آفیسر تعینات تھا۔) سامنے جائے نماز پہ زمر التحیات میں بیٹھی تھی۔سر پہ دوپٹا اچھے سے لپیٹے اس کا چہرہ جھکا تھا۔فارس کی طرف اس کی پشت تھی۔وہ کنکھیوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔وہ تراویح ختم کر کے اب وتر کا سلام پھیر رہی تھی۔پھر جائے نماز سمیٹتی اٹھ گئی۔

''آپ کی نماز کافی خوبصورت ہے۔سلو اور آرام سے۔میں بھی پڑھتا تھا جیل میں۔مطلب اتنی اچھی نہیں۔آس پاس کی ساری آوازیں سنائی دیتیں اور سارے دن کے کام یاد آتے۔'' اسکرین کو دیکھتا وہ بولا تو وہ جو پشت کیے کھڑی جائے نماز تہہ کر رہی تھی' رک گئی مگر مڑی نہیں۔''اور آپ کی طرح پانچ وقت کی نہیں پڑھتا تھا۔کچھ دن پڑھی' پھر چھوڑ دی۔مگر....ایک بات۔دعائیں بھی نہیں مانگتا تھا' مگر سچ تو یہ ہے کہ دعا کے بغیر نماز ادھوری ہوتی ہے۔''

وہ ہلکا سا مڑی' چبھتی نظر اس پہ ڈالی۔''میں دعا مانگوں یا نہیں' یہ میرا اور میرے اللہ کا معاملہ ہے۔''

''میں نے تو کچھ نہیں کہا۔'' وہ شانے اچکا کر اسکرین کی طرف متوجہ ٹائپ کرتا رہا۔

زمر جائے نماز رکھ کر اسٹڈی ٹیبل پہ آ بیٹھی۔(اس کی طرف اب بھی پشت تھی۔) انگلی سے چہرے کے گرد ڈھاٹا سا دوپٹہ کھولا۔فائل سامنے کی۔قلم اٹھایا۔الفاظ پہ نگاہ پڑی تو ہر چیز مدھم ہونے لگی۔اپنی زندگی کسی فلم کی طرح نظروں کے سامنے گھوم گئی۔

''اللہ تعالیٰ۔'' اس نے بنا آواز لب ہلائے۔آنکھوں میں اضطراب در آیا۔''مجھے معلوم ہے کہ میں پہلے جیسی دعا نہیں کرتی۔آپ سے بات بھی نہیں کرتی۔میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتی کہ آپ سے ناراض ہوں نعوذ باللہ۔بس میرا دل سخت ہو گیا ہے۔مجھے لگتا تھا میرے پاس اب کھونے کو کچھ نہیں بچا مگر میں غلط تھی۔جب تک انسان کی سانس ہے' اس کے پاس کھونے کو کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے۔میرے پاس بھی تھا۔سعدی۔اور اب وہ نہیں ہے۔ابا' اور باقی سب ہیں ہیں ان کو کھونا نہیں چاہتی۔اور میں سعدی کو بھی واپس لانا چاہتی ہوں۔میں ہر اس شخص کو عبرت کی مثال بنانا چاہتی ہوں جس نے میرا خاندان تباہ کیا ہے' اور میں یہ بھی چاہتی ہوں کہ جب تک وہ ہمارے پاس واپس نہیں آ جاتا' آپ اس کا خیال رکھیئے گا۔ آپ اس کو اکیلا نہ کیجئے گا۔'' اس نے آنکھیں بند کیں تو دو آنسو ٹوٹ کر چہرے پہ گرے۔پھر بھیگی پلکیں

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

کھولیں۔

''فارس!'' اس کی آواز بھی رندھی ہوئی تھی۔ اس نے چونک کر سر گھمایا۔ پھر لیپ ٹاپ ہٹا کر اٹھا اور قدرے تشویش سے اس کی پشت کو دیکھا۔

''کیا ہوا؟''

''آج نیاز بیگ کی ضمانت ہوگئی۔''

''مجھے معلوم ہے۔'' وہ ہلکا سا بولا' نگاہیں اس کے سر کی پشت پہ تھیں' جس سے دوپٹہ پھسل گیا تھا اور بھورے گھنگریالے بال جھلک رہے تھے۔

''اس نے جج کے سامنے کہا کہ اس نے یہ قتل سیلف ڈیفینس میں کیا تھا۔ اس نے کہا کہ سعدی اس کو مارنے لگا تھا۔ اس نے...'' ایک اور آنسو آنکھ کے کنارے سے ہٹا۔ ''اس نے ہمارے فجر پہ اٹھ کر مسجد کی امامت کروانے والے سعدی کے بارے میں کہا کہ وہ اس سے ڈرگز خریدتا تھا اور یہ جھگڑا ڈرگز پہ ہوا تھا۔''

''مجھے معلوم ہے۔'' اس کے چہرے پہ ایک زخمی تاثر ٹھہرا۔ ''قتل سے نکلنے کا سب سے اچھا طریقہ مقتول کی اتنی کردار کشی کرنا ہے کہ جج کو لگے اسے مار کر قاتل نے دنیا پہ احسان کیا ہے۔ آپ نے ہی بتایا تھا کرمنل لاء کی کلاس میں۔''

زمر نے آنکھ انگلی کی نوک سے پونچھی اور پلٹی تو اس کی آنکھیں اور ناک گلابی ہو رہی تھی (اور ناک کی لونگ۔ اس نے نگاہ چرالی۔)

''تم نے کہا تم میرا ساتھ دینا چاہتے ہو۔ میں کیسے یقین کروں کہ تم میرے ساتھ پھر سے کوئی دھوکہ نہیں کرو گے۔''

''زمر!'' اس نے گہری سانس لی اور اسی سنجیدگی سے اسے دیکھا۔ ''میں وہ نہیں ہوں جس کو اس نے اپنا گردہ دیا تھا' نہ میں وہ ہوں جو اس کی یونیورسٹی کی فیس دیتا تھا' مجھے پتہ ہے اس بارے میں' مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ مجھے اس سے آپ سے کم محبت تھی۔''

وہ چونکی تھی' آنکھوں میں شاک ابھرا۔

''مجھے پتہ ہے' اور یہ نہیں بتاؤں گا کہ کیسے پتہ ہے' مگر یہ یاد رکھیئے' کہ وہ میرے چھوٹے بھائیوں کی طرح تھا۔ اس نے میرے لئے بہت کچھ کیا' اور میں اسے کبھی نہیں بتا سکا کہ اس سے کتنی محبت تھی مجھے۔ آپ کو میں اپنے ساتھ مخلص نہیں لگتا' غیر ہے' مگر اس کے ساتھ کتنا مخلص ہوں' یہ آپ کو پتہ ہے۔''

زمر نے ہلکا سا اثبات میں سر ہلایا۔ لب کھولے پھر بند کر دیے۔ (وہ نہیں بتائے گا تو وہ کیوں منت کرے؟ ضرور ابا نے بتایا ہوگا۔)

''پھر.... کیا چاہتی ہیں آپ؟ میں کیا کروں؟'' اب کے ذرا نرمی سے پوچھا۔

زمر نے گہری سانس لی۔ (یا اللہ مجھے اتنا صبر دینا کہ میں اپنا ضبط کھوئے بغیر اس شخص کے ساتھ کام کر سکوں جس سے مجھے شدید نفرت ہے۔)

''کیا تم نے شزا ملک کے بارے میں سنا ہے؟'' اس نے فارس کو مخاطب کیا تو آواز متوازن تھی اور بے تاثر۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

اور جب وہ دونوں آئندہ کا لائحہ عمل طے کر رہے تھے تو ساتھ والے کمرے میں ندرت بیڈ پہ تھکی ہاری سو رہی تھیں اور حنین لیٹی ہوئی ان کے فون پہ سعدی کی تصویریں دیکھ رہی تھی۔ اس کے ماتھے پہ کٹے بال اب آنکھوں تک آتے تھے۔ باقی تکیے پہ کھلے پڑے تھے۔ وہ پہلے سے بڑھ مردہ اور کمزور لگتی تھی۔

اسکرین پہ انگلیاں پھیرتے یکدم غلطی سے وائی فائی کو چھو لیا۔ شاید سیم نے اس فون سے زمر کے کمرے میں رکھا وائی فائی پہلے استعمال کیا تھا کہ پاسورڈ پوچھے بنا وہ آن ہو گیا۔ امی نے یہ اسمارٹ فون چھے ماہ پہلے لیا تھا' وائبر کے لئے۔ حنہ تو اسے ہاتھ بھی نہ لگاتی' مگر اب لگا رہی تھی۔ وائبر پہ امریکہ سے کسی کزن کا میسج آیا پڑا تھا۔ اس نے کھولا اور پھر وائی فائی بند کرنے لگی' یکا یک ٹھہر گئی۔

''امی نے واٹس ایپ نہیں ڈاؤن لوڈ کیا۔'' اندھیر کمرے میں ایک نظر کروٹ لئے سوئی ندرت پہ ڈال کر سوچا۔ ''ڈاؤن لوڈ کرنے میں کیا حرج ہے؟ بھائی کی ڈی پی دیکھ لوں گی۔'' اس نے پلے اسٹور آن کیا۔ واٹس ایپ ڈاؤن لوڈ کیا۔ اور پھر فہرست دیکھی۔ سعدی بھائی۔ اس کے اسٹیٹس میں لکھا تھا۔ Arnts Everafter۔ وہ اداسی سے مسکرائی۔ بھائی کا کی چین بھی بھائی کے ساتھ کھو گیا تھا۔ اس نے سعدی کا چوکھٹا کھولا۔

Last Seen 22 May

حنہ چونکی۔ بھائی کا حادثہ کیس مئی کو ہوا۔ مگر اگلے دن بھی کسی کے پاس اس کا فون تھا؟ وہ سوچنے لگی۔ پھر ایک خیال نے ذہن کی رو بھٹکائی۔ اس نے سیاہ سنہرے جگمگاتے ہند سے یاد کیے اور موبائل میں لکھے۔ اور ہاشم کاردار کے نام سے محفوظ کیے، پھر کانٹیکٹس کی فہرست دیکھی۔ (پتہ نہیں ہاشم بھائی واٹس ایپ پہ ہیں یا نہیں؟)

دفعتاً فہرست اوپر کرتا انگوٹھا رکا' آنکھوں میں کچھ چمکا۔ ہاشم کاردار۔ ساتھ میں اپنی اور سونی کی سیلفی۔ وہ ہلکا سا مسکرائی۔ کھڑکی کو دیکھا جس کے پار اوپر قصر تھا۔ اس نے انگوٹھے سے ہاشم کا نام دبایا۔ پیغام بھیجنے کا صفحہ کھلا۔ اوپر ''آن لائن'' جگمگا رہا تھا۔

مجھے موبائل رکھ دینا چاہیے' یہ چیزیں میرے لئے نہیں ہیں' ان کے نتائج برے نکلتے ہیں' اس نے خود کو کہا مگر سنا ہی نہیں' اور بائیں ہاتھ میں موبائل پکڑے' کروٹ کے بل لیٹے' دائیں کی انگلی سے ٹائپ کرنے لگی۔

''ہاشم بھائی؟''

''کون؟'' چند لمحے بعد جواب چمکا۔ ہلکی سی تھرتھراہٹ ہوئی۔ حنہ نے فوراً امی کو دیکھا۔ وہ سو رہی تھیں اور موبائل سائلنٹ کر دیا۔

''حنہ۔ یہ امی کا فون ہے۔''

''حنین؟ ہماری پڑوسن حنین؟'' وہ اسٹڈی ٹیبل پہ بیٹھا' لیپ ٹاپ اور فائلز کھولے ہوئے کام کر رہا تھا، جب موبائل بجا' سو وہ اس طرف متوجہ ہوا۔ پیغام بھیج کر موبائل رکھا اور پھر سے ٹائپ کرنے لگا۔

''شکر ہے آپ نے یہ نہیں پوچھا کہ کون حنین؟''

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

''کیسی ہو تم ؟تم لوگ آتے ہی نہیں ہو اس طرف۔''

''رمضان کی وجہ سے روٹین بدل گئی ہے۔افطاری سے پہلے شدید پیاس سے نڈھال' افطاری کے بعد بہت کھا کر نڈھال۔'' اتنے عرصے بعد ٹائپ کرنے کے باعث حنین کی رفتار سست تھی۔

''یہ تو ہے اور سعدی کا کچھ پتہ چلا؟''

تنہائی میں ڈوبا کمرہ اداس ہو گیا۔موبائل کی روشنی سے چمکتا حنہ کا چہرہ بجھ گیا۔

''نہیں۔'' ذرا ٹھہر کر میسج کیا۔''اوکے آپ سو جائیں۔میں نے یونہی آپ کو آن لائن دیکھ کر ٹیکسٹ کر دیا تھا۔'' وہ برے دل کے ساتھ فون رکھنے لگی۔

''نہیں میں جاگا ہوا ہوں۔کل کورٹ جانا ہے۔اسی کی تیاری کر رہا تھا۔میں بات کر سکتا ہوں۔نو پرابلم۔تم بتاؤ' کیا کرتی رہتی ہو سارا دن؟'' وہ پیغام بھیج کر فون رکھ دیتا اور پھر سے کام کرنے لگ جاتا۔مکمل توجہ اور دھیان سے اسکرین پہ نظریں جمائے۔

''میں...کچھ بھی نہیں...بس بھائی یاد آتا ہے۔اور....'' وہ لکھتی گئی۔باہر رات پگھلتی گئی۔قطرہ قطرہ۔تاریکی بڑھتی گئی۔اور وہ ٹیکسٹ پہ ٹیکسٹ کرتی گئی۔

وقت اور جگہ کا سارا احساس ختم ہو گیا۔ہر اگلے پیغام کے انتظار کی بے قراری' اور ہر پیغام پڑھتے وقت لبوں پہ مسکراہٹ۔کیونکہ ابھی دنیا میں وہ خمر کشیدہ ہی نہیں کی گئی جس کا نشہ' آدھی رات کو کسی نامحرم سے موبائل پہ بات کرنے سے زیادہ ہو۔

سحری کے قریب اس نے لکھا۔''اب سو جاؤ بچے۔مجھے صبح کورٹ جانا ہے۔''

''اوکے گڈ نائٹ!'' مسکرا کر اس نے لکھا' پھر ساری گفتگو کو مٹانے کا بٹن دبایا۔پھر ہلکا سا چونکی۔(مٹانے کی کیا ضرورت؟ ہاشم بھائی ہی ہیں۔ان سے بات کرنے میں غلط کیا ہے؟) مگر جب واٹس ایپ نے پوچھا کہ واقعی سب مٹانا ہے تو اس نے یس کا بٹن دبا دیا۔پھر فون رکھا اور آنکھیں بند کیں تو سعدی ایک دفعہ پھر سے یاد آ گیا۔کرب بڑھ گیا اور اس میں اب ایک اور کرب بھی شامل ہو گیا۔

☆☆☆☆☆☆

اس کے نزدیک غمِ ترکِ وفا کچھ بھی نہیں
مطمئن ایسا ہے وہ جیسے ہوا کچھ بھی نہیں

شام بارش کے باعث پہلے سے ٹھنڈی اور خوشگوار سی اتر رہی تھی۔ہاشم نے قصر کا داخلی دروازہ کھولا تو اندر کا منظر نمایاں ہوا۔اونچے اور وسیع لاؤنج میں بڑے صوفے پہ جواہرات تمکنت سے بیٹھی تھی۔کہنی صوفے کے ہتھ پہ جمائے' وہ چائے کی نازک پیالی سے گھونٹ بھرتی' مسکراتی نظروں سے سامنے بیٹھی شہرین کو دیکھ رہی تھی جو اس سے قطعاً بے نیاز' سونیا کے بالوں میں برش پھیر رہی تھی۔ساتھ میں چیونگم بھی چبا رہی تھی۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

آفس سے تھکے ہارے آئے ہاشم نے ایک مشترکہ سلام کیا اور زینے کی طرف بڑھ گیا۔

''سونی اپنے بابا کو بتاؤ کہ آج سونی ماما کے ساتھ جا رہی ہے اور دو دن بعد آئے گی۔ اور یہ بھی بتاؤ کہ کہ سونی کتنی خوش ہے ان سارے پلانز پہ جو ماما نے سونی کے لئے بنائے ہیں۔'' آخری پن لگا کر اس نے سونی کے نرم بالوں میں برش پھیرتے اونچا سا کہا۔ تو سونی خوش خوش سی اٹھی اور بھاگتی ہوئی ہاشم کی ٹانگوں سے لپٹ گئی۔

''بابا... سونی ماما کے ساتھ جا رہی ہے۔ اور پتہ ہے' ماما نے....'' آگے اس نے جوش میں وہ چند فقرے دہرائے جو شہرین کی ڈھائی گھنٹے کی محنت کا نتیجہ تھے۔

ہاشم نے مسکرا کر اس کا گال تھپتھپایا' اور پھر ایک تیز سنجیدہ نظر اس پہ ڈالی جواب ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھی' جتاتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ ہاشم سونیا کو انکار نہیں کر سکتا' اسے معلوم تھا۔

''شیور۔ انجوائے کرو۔'' جھک کر اس کا گال چوما اور سیدھے ہوتے ہوئے مسکرا کر بولا اور پھر ایک قہر آلود نظر شہری پہ ڈال کر اوپر کی جانب قدم اٹھا دیے۔ شہری نے فاتحانہ مسکراہٹ جواہرات کی طرف اچھالی جو عادتاً مسکراتے ہوئے چائے پی رہی تھی۔

''پتہ نہیں کیوں لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ شہری کو ہرا سکتے ہیں۔'' انگلی سے سنہری بال نزاکت سے پیچھے کرتے وہ بولی۔ ساتھ ہی دور کھڑی فیونا کو اشارہ کیا۔ وہ آئی اور سونی کو تیار کرنے ساتھ لے گئی۔

''صرف وہی ایسا سمجھتے ہیں جو شہری کو کئی دفعہ ہرا چکے ہوں۔'' جواہرات نے شانے اچکائے۔

تبھی دروازہ پھر سے کھلا اور موبائل کے بٹن دباتا' الجھا ہوا نوشیرواں اندر داخل ہوا۔ وہ ویسٹ اور ٹائی میں ملبوس تھا' اور پیچھے ملازم اس کا بریف کیس اٹھائے ہوئے تھا۔ یقیناً وہ ہاشم کے ساتھ آفس سے آ رہا تھا۔

ماں کو سلام کرتے ذرا کی ذرا نگاہ اٹھائی تو ٹھہرا۔ شہری سامنے بیٹھی تھی' ابرو بھینچ کر جواہرات کو دیکھتی' کسی تابڑ توڑ حملے کے لئے تیار۔

''اوہ ہائے!'' نوشیرواں ہلکا سا مسکرایا۔ جواہرات نے پوری گردن گھما کر اس کی مسکراہٹ دیکھی۔

''ہیلو!'' شہری کا فقرہ منہ میں ہی رہ گیا۔ بدمزہ سی اٹھی اور سونی کے کمرے کی طرف جانے لگی۔

''آپ کہاں جا رہی ہیں؟'' وہ حیران ہوا۔ وہ مڑی' تیکھی نظروں سے اسے دیکھا۔ ''اپنی بیٹی کے لئے آئی تھی' اس کو لینے جا رہی ہوں' ورنہ مجھے قطعاً کوئی خواہش نہیں اس گھر میں بار بار آنے کی۔'' تنے ابرو کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔ وہ ہونقوں کی طرح اسے جاتے دیکھتا رہ گیا۔ ہاتھ میں موبائل جوں کا توں اٹھا رکھا تھا۔ جواہرات کی مسکراہٹ شدید ناپسندیدگی میں بدلتی گئی۔ اور شیرو کو گھورتے اس نے تاسف سے سر جھٹکا۔

''وہ صحیح کہہ رہی ہے' اس گھر میں ذرا دیر بیٹھی ہے' ورنہ آتے ساتھ ہی سونی کو لے کر زمر کے پاس چلی گئی' سعدی کا افسوس کرنے! جاؤ' تم فریش ہو لو۔''

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

نوشیرواں کا دل جیسے اچاٹ ہوگیا۔ وہ برہمی سے زینے چڑھنے لگا۔

☆☆☆☆☆☆

دنیا تو ایک برف کی سل سے سوا نہ تھی
پہنچی ذرا جو آنچ تو دنیا تمام شد!

اس شام' جب دفاتر میں لوگ اپنے کام جلد از جلد نپٹاتے' گھر جانے کی تیاری میں تھے' کہ پانچ بجنے میں ذرا سی دیر ہی باقی تھی' ایسے میں اس عمارت کے اندر ایک چھوٹے آفس کے سامنے لاؤنج نما کمرے میں فارس کھڑا تھا۔ اس نے نیلی کف والی شرٹ اور سر پہ پی کیپ پہن رکھی تھی۔ آنکھوں پہ گلاسز تھے' اور کیپ کو چہرے پہ خاصا جھکا رکھا تھا۔ ہاتھ میں گلاب کے پھولوں کا گلدستہ لئے' (جو اوپر سے شفاف پلاسٹک میں پیک تھے) وہ پیون کو رسید نکال کر دے رہا تھا۔

''امینہ صاحبہ کے لئے ہیں' ان سے دستخط کروالایئے۔'' آفس کے بند دروازے کی طرف اشارہ کیا تو پیون سر ہلا کر' گلدستہ احتیاط سے پکڑے اندر چلا گیا۔ دروازہ ذرا سا کھلا رہ گیا۔ فارس نے کنکھیوں سے جھری سے دیکھا۔ اندر آفس میں میز کے پیچھے ایک نارنجی ڈائی بالوں والی لڑکی نما عورت بیٹھی تھی' اور پیون اس کی میز پہ گلدستہ رکھ رہا تھا۔

''کس نے بھیجے ہیں؟''

''نام نہیں بتایا۔ بس اتنا بولا کہ نیاز بیگ کے کسی پولیس والے دوست نے بھیجے ہیں اپنی ترقی کی خوشی میں جو آپ کی وجہ سے ہو رہی ہے۔''

وہ رخ موڑے کھڑا رہا... یہاں تک کہ پیون نکل آیا۔ رسید اسے لا کر دی' جسے اس نے رجسٹر میں لگایا' تبھی رجسٹر ہاتھ سے پھسلا اور سارے کاغذ بکھر گئے۔ رسیدیں' پرچیاں۔ فوٹو اسٹیٹ کاغذ۔

''معاف کرنا!'' وہ پنجوں کے بل زمین پہ بیٹھا کاغذ سمیٹنے لگا۔ آہستہ آہستہ۔ کیپ والا سر جھکائے۔ بار بار کلائی کی گھڑی دیکھتا۔ پیون کبھی اندر آ رہا تھا' کبھی باہر جا رہا تھا۔ وہ دھیرے دھیرے پرچیاں اٹھاتا اور رجسٹر میں لگاتا رہا۔ پھر گھڑی دیکھی۔ اور کنکھیوں سے پیون کو دیکھا۔ وہ اب ٹرے لے کر راہداری کی طرف جا رہا تھا۔ ادھر وہ نکلا' ادھر فارس تیزی سے اٹھا اور آفس کا دروازہ کھول کر اندر آیا۔

میز پہ سر ٹکائے' ڈائی بالوں والی عورت آنکھیں بند کیے پڑی تھی۔ ساتھ ہی گلدستہ کھلا ہوا پڑا تھا اور اس سے عجب مہک اٹھ رہی تھی۔ ناک بند کر کے وہ تیزی سے قریب آیا' گلوز والے ہاتھوں سے اسے واپس ریپ کیا۔ پھر لینڈ لائن فون کا تار کاٹا۔ انٹر کام کا تار کاٹا۔ کمپیوٹر کی تار کو منقطع کیا۔ امینہ کا پرس کھنگالا۔ اندر سے چابیاں نکالیں۔ پھر میز پہ رکھا موبائل جیب میں ڈالا' اور دروازے تک آیا۔ جھری سے باہر دیکھا' پیون ابھی تک نہیں لوٹا تھا۔ اس نے جلدی سے بتی' پنکھا سب بند کیے۔ باہر نکلا۔ دروازہ لاک کیا۔ باہر لگا ''اوپن'' کارڈ پلٹا کر ''کلوزڈ'' سامنے لایا۔ اور پھر جیبوں میں ہاتھ ڈالے' سر جھکائے' وہ آگے چلتا گیا۔

پھر شام گہری ہوگئی' افطار کے قریب لوگ سمٹ کر گھروں کے اندر چلے گئے تو شہر قدرے سنسان لگنے لگا۔ مغرب باسی ہوئی اور رات

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

اترنے لگی۔

ایسے میں ایک بڑے اور مہنگے پرائیوٹ ہسپتال کے باہر کھلے پارکنگ ایریا کے ایک کونے میں ایک کار کھڑی دکھائی دیتی تھی اور ڈرائیونگ سیٹ پہ فارس پی کیپ پہنے بیٹھا نظر آتا تھا۔ چیونگم چباتے ہوئے وہ آنکھیں سکیڑ کر ہسپتال کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں بیرونی استقبالیے سے ہٹ کر باہر ایک اندھیر کونے میں اسے زمر دکھائی دے رہی تھی۔ یہاں سے وہ مبہم سی دکھائی دیتی تھی۔

اگر قریب جا کر دیکھو تو وہ اس ویران کونے میں ایک نرس کے ساتھ کھڑی تھی۔ اس نرس نے احتیاط سے ادھر ادھر دیکھتے ایک پیکٹ زمر کی طرف بڑھایا۔

''سب کچھ پورا ہے؟'' زمر نے سرگوشی میں پوچھا۔ نرس نے جھٹ سر اثبات میں ہلایا۔

''او کے... وہ ابھی آئے گا' آگے تم جانتی ہو تمہیں کیا کرنا ہے۔'' کہنے کے ساتھ پرس سے ایک بند خاکی لفافہ اس کی طرف بڑھایا۔ نرس نے فوراً ہاتھ اٹھائے۔ ''نہیں نہیں اس کی ضرورت نہیں۔ آپ کے مجھ پہ احسان ہیں۔''

''رکھ لو۔ میں خوشی سے دے رہی ہوں۔'' اس نے مسکرا کر زبردستی پیکٹ تھما دیا۔ نرس نے شرمندہ ہوتے ہوئے اسے رکھ لیا۔

تبھی فارس کو وہ واپس آتی دکھائی دی۔ اس نے نیلی قمیص پہن رکھی تھی اور سیاہ دوپٹہ سر پہ تھا۔ وہ سر جھکائے متناسب چال چلتی اس طرف آ رہی تھی۔ فارس نے ہاتھ بڑھا کر فرنٹ سیٹ کا لاک کھولا۔

''آدھا کام ہو گیا۔'' اندر بیٹھتے ہوئے زمر نے عام سے انداز میں اطلاع دی اور پیکٹ ڈیش بورڈ پہ رکھا۔ فارس نے ایک نظر اس پہ ڈالی۔ وہ سر سے دوپٹہ اتار کر اب گھنگریالے بالوں کو گول مول لپیٹ کر جوڑا بنا رہی تھی۔ وہ سامنے دیکھنے لگا۔

''اب؟''

''وہ آ جائے' پھر فون کرتے ہیں۔'' اس نے متلاشی نظروں سے دور ہسپتال کے بیرونی دروازوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ آ چکا ہے۔ جب آپ گئیں تب ہی آ گیا تھا۔'' کہنے کے ساتھ اس نے امینہ کا موبائل زمر کی طرف بڑھایا۔ جسے اس نے رومال میں لپیٹ کر پکڑا۔ کال وہ ملا چکا تھا کیونکہ اس کے ہاتھوں پہ گلوز چڑھے تھے۔ پلاسٹک کے شفاف پتلے گلوز۔ زمر نے کان سے موبائل لگایا۔ ایک رومال منہ کے قریب فون پہ رکھا۔ گھنٹی کے بعد مردانہ آواز ابھری۔

''ہاں امینہ!''

''میں ہسپتال سے بات کر رہی ہوں، یہاں ایک بی بی کو لایا گیا ہے نیند کی گولیاں کھا کر خودکشی کی کوشش کی ہے اس نے۔ امینہ نام ہے اس کا۔'' وہ پختون لہجے میں روانی سے بول رہی تھی (اور وہ ہلکا سا مسکرایا۔ واہ۔ چڑیل اداکاری بھی کرتی ہے۔) ''اس کے فون پہ آپ کا آخری نمبر ڈائل کیا گیا تھا۔''

''کیا؟ کون سے ہسپتال سے؟'' دوسری طرف الجھن اور پریشانی در آئی۔ زمر نے جلدی جلدی نام اور پتہ بتایا۔ ''پندرہ بیس منٹ بعد

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

پولیس آجائے گا اگر تم نے آنا ہے صاحب تو جلدی آؤ۔"

"پولیس سے کچھ نہیں کہنا میں آ رہا ہوں بس۔اور۔۔" مگر زمر نے سنے بغیر کال کاٹ دی۔

"یہ لہجہ کہاں سے سیکھا آپ نے؟" مسکراہٹ چھپائے اس کو دیکھ کر پوچھا تو زمر فون ڈیش بورڈ پہ دھرتے ہوئے اسی بے تاثر انداز میں بولی۔

"آر یو شیور' وہ امینہ سے یہاں آنے سے پہلے رابطہ نہیں کر سکے گا۔"

فارس کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔"جی۔"

زمر نے ایک اچٹتی نظر اس پہ ڈالی۔"کیا کیا ہے اس کے ساتھ؟"

اس نے چہرہ موڑ کر زمر کو دیکھا۔"گلا گھونٹ کر پنکھے سے لٹکا دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ خودکشی ہے۔"

وہ اکتا کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

رات باہر قطرہ قطرہ بہتی رہی۔کار کے اندر خاموشی چھائی رہی۔دونوں میں سے کوئی کچھ نہ بولا۔ دفعتاً وہ سیدھا ہوا۔

"وہ نیاز بیگ!" زمر نے بھی اسی طرف دیکھا۔شلوار سوٹ میں ملبوس نیاز بیگ ہسپتال کے اندر داخل ہو رہا تھا۔فارس نے گردن گھمائی۔"اس کی کار قریب میں ہی کہیں ہوگی' جلدی میں لگ رہا ہے۔" لاک کھولتے ہوئے اس نے ڈیش بورڈ سے پیکٹ اٹھایا اور دروازہ کھولا۔زمر نے قدرے بے چینی سے اسے دیکھا۔

"دھیان سے!" ہلکا سا بولی۔وہ چونکا' اس کی آنکھوں کو دیکھا اور ہلکا سا مسکرایا۔

"میں نہیں چاہتی تمہاری لاپرواہی سے کوئی گڑبڑ ہو۔" وہ وضاحت دے کر رخ موڑ گئی۔اس کی مسکراہٹ پھیکی پڑی۔سر جھٹک کر باہر نکل گیا۔

اندر استقبالیہ تک نیاز بیگ تیز قدم اٹھاتے پہنچا۔وہی نرس کاؤنٹر کے پیچھے دو تین افراد کے ہمراہ کھڑی تھی۔اسے آتے دیکھ کر فوراً اس طرف متوجہ ہوئی۔"جی؟" وہ اسکے مخاطب کرنے پہ وہیں رکا۔

"ہاں وہ...امینہ نامی خاتون کو لایا گیا ہے' مجھے فون آیا تھا' اور...."

"پرائیوٹ روم' چھٹے نمبر میں ہے وہ۔آپ یہاں سے سیدھا جا کر دائیں مڑ کر۔" وہ عجلت میں رستہ سمجھاتی گئی۔وہ سنجیدگی اور قدرے اضطراب سے سر ہلاتے' آگے بڑھ گیا۔

چند راہداریاں عبور کر کے' کمروں کے نمبر پڑھتا' وہ مطلوبہ کمرے کے قریب آیا۔باہر دو پولیس اہلکار کھڑے تھے۔نیاز بیگ کی تیوری چڑھی۔وہ دروازے کے نزدیک جانے لگا تو ایک سپاہی نے راستہ روکا۔

"کیا کام ہے؟"

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

''اندر میرا مریض ہے۔اسے دیکھ لوں پھر تم سے بات کرتا ہوں۔'' وہ قدرے اکھڑے لہجے میں کہہ کر آگے بڑھنے لگا' مگر سپاہیوں نے پھر سے روک دیا۔

''اجازت نہیں ہے۔مریض سے کیا رشتہ ہے تمہارا؟''

اس سے پہلے کہ وہ غصے سے کچھ جواب دیتا' دروازہ کھلا۔نیاز بیگ کے الفاظ منہ میں رہ گئے۔اے ایس پی سرمد شاہ' عام پینٹ شرٹ میں ملبوس' باہر نکل رہا تھا۔اسے دیکھ کر چونکا۔

''نیاز بیگ۔تم ادھر کیسے؟'' تعجب سے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھتے' اپنے پیچھے دروازہ بند کیا۔

''یہ تمہارے تھانے کی حدود تو نہیں ہے اے ایس پی...'' وہ بھی ذرا حیران ہوا۔''خیر میری پہچان کی ایک عورت...(آنکھ سے اشارہ کیا) ادھر ایڈمٹ ہے۔''

سرمد شاہ کا ابرو بے اختیار اٹھا۔''ادھر؟ اس کمرے میں؟''

''ہاں۔دیکھو اسے پولیس کیس مت بناؤ' یہ اتنا کوئی بڑا معاملہ...''

''تم شزا کو کیسے جانتے ہو؟'' سرمد شاہ نے تیزی سے بات کاٹی۔اس کی متعجب نگاہیں نیاز بیگ پہ جمی تھیں۔

''کون شزا؟'' وہ ٹھہرا۔

''آئی جی صاحب کی بیٹی اور میری کزن شزا ملک' جو ریپ اور نارچ کے بعد پچھلے ڈیڑھ ماہ سے کوما میں ہے۔بتاؤ' کیسے جانتے ہو اسے؟''

سرمد شاہ کی نگاہوں کا تعجب اب کھوجتے تاثر میں بدل رہا تھا۔ایکدم نیاز بیگ کو کسی انہونی کا احساس ہوا۔

''نہیں' شزا کون؟ میں تو نہیں جانتا کسی شزا کو۔میں تو ادھر امینہ کے لئے آیا تھا۔وہ میری ایک عزیزہ ہے۔'' پھر کمرہ نمبر دیکھا۔''شاید غلط کمرہ نمبر بتا دیا انہوں نے۔میں پوچھتا ہوں دوبارہ۔ اور...افسوس ہوا تمہاری کزن کا سن کر۔'' غلط وقت پہ غلط جگہ پہ ہونے کا احساس ہوتے ہی وہ عجلت میں کہتا' اس کا کندھا تھپتھپاتا' جیب سے موبائل نکال کر مڑا۔

سرمد شاہ آنکھیں سکیڑ کر اسے جاتے دیکھنے لگا۔پھر اس نے ایک نظر اپنے ایس آئی پہ ڈالی' وہ بھی انہی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ایک دم سرمد شاہ اس کے پیچھے لپکا۔پیچھے کمرے کے دروازے کی ہلکی سی درز کھلی تھی جس سے بیڈ پہ لیٹی لڑکی نظر آ رہی تھی۔ہوش و خرد سے بے گانا۔آکسیجن ماسک لگا تھا۔بہت سی دوسری نالیاں بھی۔اس کے بال بھورے سنہرے سے تھے اور کان کے قریب ان میں تتلی کی شکل کا نگوں والا کلپ لگا تھا۔

''کیا نام بتایا تم نے اپنی عزیزہ کا؟'' راہداری کے آخر میں اس نے نیاز بیگ کو جا لیا۔جو موبائل پہ نمبر ملا کر کان سے لگائے ہوئے تھا۔اس کے چہرے پہ الجھن تھی۔سرمد شاہ کے پکارنے پہ چونک کر گردن گھمائی۔

''ہاں وہ امینہ ہے' میری جاننے والی۔ہسپتال والوں نے ابھی فون کر کے بتایا۔میں پوچھتا ہوں ابھی۔ایسے کیا دیکھ رہے ہو اے ایس پی؟''

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

وہ ذرا اکتایا۔ ''بھئی میں نہیں جانتا تمہاری کزن کو۔''

''ٹھیک ہے۔ میں بھی تمہاری عزیزہ کی عیادت کرلوں۔'' اس نے ابرو سے اسے چلتے رہنے کا اشارہ کیا۔ تیز' جانچتی نگاہیں بار بار نیاز بیگ پہ ڈالتا تھا۔ وہ اندر ہی اندر کوفت کا شکار ہونے لگا' مگر چلتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ واپس استقبالیہ کاؤنٹر تک آپہنچے۔

''او بی بی' کس کمرے میں بھیج دیا تم نے مجھے؟'' وہ بگڑ کر کہتا اسی نرس سے مخاطب ہوا۔ ''وہ تو کسی شزا بی بی کا کمرہ ہے۔''

''سر آپ نے شزا ملک کے کمرے کا ہی پوچھا تھا' تبھی میں نے روم نمبر سکس بولا۔'' وہ سادگی سے گویا ہوئی۔ سرمد شاہ نے پوری گردن گھما کر اسے دیکھا۔ وہ ایک دم بھڑک اٹھا۔

''کیا بکواس کر رہی ہو؟ میں نے امینہ امتیاز کا پوچھا تھا۔ ''تم لوگوں نے مجھے کال کر کے بلایا ہے۔'' ساتھ ہی حیران پریشان نگاہ اے ایس پی پہ ڈالی۔ جو بس چپ چاپ اسے گھور رہا تھا۔

''سوری سر' مجھے شزا ملک سنائی دیا تھا۔''

''امینہ امتیاز۔'' وہ جھک کر چیک کرنے لگی۔ ''یہاں تو کوئی امینہ امتیاز نہیں لائی گئی۔ نہ ہم نے اس سلسلے میں کسی کو کال کی ہے۔''

''کیا بکواس ہے۔ تم لوگوں نے مجھے ابھی کال کی' خود مجھے بلایا' خودکشی کا کیس تھا۔'' غصے سے لال پیلے ہوتے اس کے ماتھے پہ پسینہ آرہا تھا۔

''سر' یہ سارے فونز آپ کے سامنے رکھے ہیں' آپ کال ریکارڈز چیک کرلیں۔ ہمارے پاس کوئی امینہ امتیاز نہیں لائی گئی۔ آپ نے خود ابھی شزا ملک کا پوچھا تھا مجھ سے۔'' وہ روہانسی ہوگئی۔

''تمہیں کس نمبر سے فون آیا؟'' وہ جو چپ کھڑا تھا' ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا۔ نیاز بیگ نے جھنجھلا کر اسے دیکھا۔

''امینہ کے موبائل سے فون آیا تھا۔'' وہ واپس اسے کال بیک کرنے لگا۔

''گھنٹی جارہی ہے' کوئی اٹھا نہیں رہا۔ میں اس کے گھر دیکھتا ہوں۔ اچھا خدا حافظ!'' ماتھے کو چھو کر عجلت میں اسے سلام کیا اور باہر کی طرف بڑھا۔ ایس آئی نے بے اختیار سرمد شاہ کو دیکھا۔ وہ سوچتی نظروں سے نیاز بیگ کو باہر نکلتے دیکھ رہا تھا۔

''نیاز بیگ کی کار کون سی ہے امجد حسین؟'' اس نے سوچ میں ڈوبے پکارا۔

''سر' ہمیشہ نیلے رنگ کی نسان میں دیکھا ہے اسے۔''

''اور اس دن ہمیں جو گمنام ٹپ موصول ہوئی تھی' یاد ہے؟ فون کرنے والی عینی شاہد نے کہا تھا کہ اس نے ایک آدمی کو شزا کو کار کی ڈگی سے نکال کر سڑک پہ پھینکتے دیکھا تھا۔ کون سی کار بولی تھی اس نے؟''

''نیلی نسان۔ مگر سر' ٹپ تو جھوٹی بھی ہوسکتی ہے۔'' وہ خود متذبذب تھا۔

''میرے ساتھ آؤ۔'' سرمد شاہ کے چہرے پہ بے پناہ سختی در آئی۔ وہ باہر نکلا۔ ایس آئی فوراً پیچھے لپکا۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

دور' گاڑیوں کی قطار کی طرف نیاز بیگ تیز تیز قدم اٹھاتا چلا جا رہا تھا۔ ساتھ ہی موبائل پہ مسلسل نمبر ملا رہا تھا۔ جب تک' وہ دونوں اس تک پہنچے' وہ نیلی نسان سے چند قدم دور تھے۔

''تمہاری امینہ نے فون نہیں اٹھایا؟'' خشک انداز میں اس نے پوچھا تو وہ چونک کر گھوما۔ چہرے پہ دبا دبا غصہ در آیا۔

''اے ایس پی میں پریشان ہوں اس ٹائم! امینہ گھر بھی نہیں پہنچی' اور فون بھی نہیں اٹھا رہی' کوئی مسئلہ ہے اس کے ساتھ۔'' وہ ذرا جھنجلایا ہوا' ذرا متفکر کہہ رہا تھا جب ایس آئی نے آواز دی۔ ''سر!''

سرمد شاہ نے اس طرف دیکھا۔ وہ چند قدم دور نیلی نسان کے ساتھ کھڑا ان کو بلا رہا تھا۔ نیاز بیگ فون کان سے لگائے جھلا کر بولے جا رہا تھا' مگر سرمد شاہ سنے بغیر آگے آیا۔

نیاز بیگ کی کار کے ڈیش بورڈ پہ ایک موبائل تھرتھراتا ہوا جل بجھ رہا تھا۔ اندھیرے میں اس کی روشنی ونڈ اسکرین پہ عکس بنا رہی تھی۔ عکس پہ نیاز بیگ کا نام اور نمبر لکھا آ رہا تھا۔ سرمد شاہ نے تیز نظروں سے اسے گھورا جو روشنی دیکھ کر اسی طرف آیا تھا۔

''تمہاری امینہ شاید اپنا فون تمہاری کار میں بھول گئی۔''

وہ حیران پریشان سا قریب آیا۔ موبائل دیکھ کر اس کے چہرے پہ شاک در آیا۔ تیزی سے کار کھولی اور موبائل نکال کر چہرے کے سامنے کیا۔ وہ امینہ کا ہی موبائل تھا۔ اس نے الجھن بھری نگاہیں اٹھائیں تو اے ایس پی تیکھی نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔

''یہ ادھر کیسے....؟'' وہ کبھی ڈیش بورڈ کو دیکھتا' کبھی موبائل کو۔

''امجد حسین، ذرا گاڑی کی تلاشی لو۔ شاید امینہ بی بی بھی مل جائے۔'' اے ایس پی نے تحکم سے ایس آئی کو اشارہ کیا۔ وہ آگے بڑھا تو نیاز بیگ کی پریشانی پسِ منظر میں چلی گئی' اور ابرو تن گئے۔

''اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اس کے گھر جاتا ہوں۔'' ہاتھ جھلا کر قدرے کھردرے انداز میں کہتے ایس آئی کو روکا۔ ایس آئی نے اے ایس پی کو دیکھا۔ وہ آگے ہوا' اور نیاز بیگ کی آنکھوں میں دیکھتے تحمل سے بولا۔ ''نیاز بیگ' اس وقت مجھے غصہ دلا کر مجھے اپنا دشمن مت بناؤ۔ میں نے بڑے موقعوں پہ تمہارا ساتھ دیا ہے' اس لئے چپ چاپ یہاں کھڑے رہو۔'' پھر امجد حسین کو اشارہ کیا۔ ''گاڑی کھولو۔''

چند لمحوں بعد تین چار مزید اہلکار وہاں کھڑے تھے' ایس آئی ٹارچ سے اندر روشنی مارتا کار کی سیٹیں' خانے' کلوز کمپارٹمنٹ چیک کر رہا تھا۔

اے ایس پی سرمد شاہ کمر پہ ہاتھ باندھے' پتھریلے تاثرات کے ساتھ یہ کارروائی دیکھ رہا تھا اور نیاز بیگ تلملاتا ہوا سا کھڑا تھا۔

''یہ تم اچھا نہیں کر رہے۔'' ایک سلگتی نظر سرمد شاہ پہ ڈال کر ہلکا سا بولا۔ سرمد شاہ خاموش رہا۔ ایس آئی اب ڈگی کھول رہا تھا۔

''میں پہلے مصیبت میں ہوں' اوپر سے تم کسی مشتبہ کی طرح میرے ساتھ برتاؤ کر رہے ہو۔ میں یہ بے عزتی بھولوں گا نہیں۔''

''سر!'' ایک دم ایس آئی سیدھا ہوا' اس کے چہرے پہ کوئی ایسا ہکا بکا تاثر تھا کہ سرمد شاہ فوراً ڈگی کی طرف آیا۔

''یہ دیکھئے۔'' اس نے ٹارچ کی روشنی ڈگی کے ایک کونے میں ماری۔ سرمد شاہ نے آنکھیں سکیڑ کر دیکھا اور اگلے ہی لمحے اس کی آنکھیں

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

پھٹ سی گئیں۔

وہاں ایک جگمگاتا ہوا تتلی کی صورت کا' تین انچ چوڑا ہیئر کلپ گرا تھا۔ اس میں چند ہلکے بھورے بال بھی اڑے تھے (اور چند بال فاصلے فاصلے پہ ڈگی میں بکھرے بھی تھے جو ابھی دکھائی نہیں دے رہے تھے۔) تتلی کے چند نگ جگمگا رہے تھے' اور باقی نگوں کو سوکھے خون کے دھبوں نے ماند کر رکھا تھا۔ شزا کا خون۔

سرمد شاہ کی آنکھوں میں سرخی ابھری۔ وہ تیورا کر اس کی طرف گھوما۔

''نیاز بیگ اپنے ہاتھ پیچھے باندھ لو۔ رفیع محمد اسے ہتھکڑی لگاؤ۔'' وہ غرایا تھا۔

''کیا بکوا....'' نیاز بیگ کی ساری جھلاہٹ ہوا ہوئی' وہ حیران پریشان سا آگے ہوا مگر ایس آئی کو تتلی نما کلپ اٹھا کر پلاسٹک بیگ میں ڈالتے دیکھ کر اس کا چہرہ فق ہوا۔

''اوہ یہ میرا نہیں ہے.... یہ میری گاڑی میں کہاں سے۔ اوہ میری بات سنو۔''

سرمد شاہ نے پوری قوت سے اس کے منہ پہ گھونسا مارا۔ وہ ایک دم تیورا کر پیچھے کو گرا' مگر گرنے سے پہلے سرمد شاہ نے گریبان سے کھینچ کر اسے اٹھایا' اور اس کا خون دہ رستا چہرہ قریب کیا۔

''میں نے تمہیں کتنے کیسز سے نکالا' کیا اس لئے کہ تم میرے خاندان کی لڑکی کے ساتھ ایسا کرو گے؟ تم (گالی) گھٹیا انسان! وہ میری بہنوں جیسی تھی۔'' شاکڈ سے نیاز بیگ کو جھٹکے سے چھوڑا۔ ایک اہلکار نے اس کے ہاتھ موڑ کر پیچھے باندھے۔ وہ نفی میں سر ہلانے لگا۔ ''نہیں نہیں' یہ کوئی گڑبڑ ہے' مجھے اس میں پھنسایا جا رہا ہے' میں نہیں جانتا تمہاری بہن کو۔ میری بات سنو!'' وہ دو اہلکاروں کی آہنی گرفت میں پھڑپھڑاتا چلا رہا تھا۔

''آئی جی صاحب کو فون لگاؤ' اور بولو... تھانے آ جائیں۔'' سرمد شاہ سرخ چہرے کے ساتھ ایس آئی کو کہہ رہا تھا...

اور دور' سڑک کے اس پار' گرین بیلٹ کے ساتھ پارکڈ کار کی فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی زمر گنگریالی لٹ انگلی پہ لپیٹتی وہ منظر دیکھ رہی تھی۔ آواز سنائی نہ دیتی مگر وہ ایک منظر سو آوازوں پہ بھاری تھا۔ اس کے چہرے پہ اطمینان تھا' مگر آنکھوں میں سرد سی تپش بھی تھی۔

فارس نے گہری سانس لی' اور کافی ریلیکسڈ سے انداز میں سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائی۔

''آر یو شیور۔ اے ایس پی کو اصل معاملہ سمجھ نہیں آئے گا؟''

''میں اسے جانتی ہوں' کام کیا ہے اس کے ساتھ۔ اگر اس میں اتنی عقل ہوتی تو چار سال سے اسے ایس پی نہ ہوتا' سال ڈیڑھ پہلے ایس پی بن چکا ہوتا۔ یہ اس کے گھر کا معاملہ ہے۔ اس کی جج منٹ کو غیرت ڈھانپ دے گی۔'' وہ کھڑکی سے باہر دیکھتی کہہ رہی تھی۔

''مگر اس کی جلد ہی ترقی ہونے والی ہے۔''

''اس کی ترقی کا انحصار اسی کیس پہ ہے۔ اس کو شزا کا مجرم مل گیا' یعنی اس کو ترقی مل گئی۔'' زمر نے ہلکے سے کندھے اچکائے۔ دور نیاز بیگ

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.facebook.com/nemrah.ahmed

سپاہیوں کی گرفت میں پھڑپھڑاتا' مسلسل چلا رہا تھا۔

''اب دیکھو' کون لڑکیوں کی طرح چیخ رہا ہے۔'' وہ اسی منظر کو دیکھتے' بولی تو لہجے میں نمی بھی تھی اور آنچ بھی۔ فارس نے ٹیک لگائے' گردن اس کی طرف موڑی۔

''کل جب اینہ اس سے لاک اپ میں ملے گی تو اس کی بات سن کر نیاز بیگ کو بھی لگے گا کہ اسے پولیس نے پھنسایا ہے اس کیس میں۔ ہمارے دشمن ایک دوسرے کے خلاف کھڑے ہوں گے اور اس دفعہ ہم ان کا تماشہ دیکھیں گے۔'' وہ رکا۔ ''مگر شزا۔۔۔؟''

زمر نے گہری سانس لی۔ ''اس کے مجرم یقیناً چالاک لوگ ہیں' ان کو کبھی نہیں ملیں گے۔ وہ بیچاری بچی شاید چند دن زندہ رہ پائے۔ مگر وہ نہ کبھی ہوش میں آئے گی' نہ کسی کو کچھ بتا پائے گی۔'' وہ ابھی تک پولیس موبائل کو دیکھ رہی تھی جس میں اب وہ چیختے چلاتے نیاز بیگ کو لا رہے تھے۔

''وہ کلپ جو میں نے اس کی ڈگی میں رکھا ہے' کیا اس کے خاندان والے پہچانیں گے نہیں کہ گو کہ وہ شزا کے کلپ کے جیسا ہی ہے۔ مگر اس کا نہیں ہے۔ کیا معلوم شزا کے پاس صرف ایک ہی کلپ ہو۔''

''اونہوں۔ وہ ڈیزائنر کلپ ہے' اور اس کے جیسا کلپ جو میں نے خریدا تھا' وہ اس وقت شزا کے بالوں میں لگا ہے۔ جس کلپ پہ اس کا بلڈ اور بال لگا کر سسٹر نے مجھے دیے تھے' وہ شزا کا اصلی کلپ ہے۔ وہ اسے فارنزک بھیجیں گے' ہر طرح سے چیک کریں گے۔ مگر شزا کے بالوں میں لگا کلپ کوئی نہیں چیک کرے گا۔'' سرسری سا بتا رہی تھی۔

''اوہ۔'' وہ چپ ہو گیا۔ پولیس موبائل اب دور جا رہی تھی۔

زمر نے گردن موڑ کر اسے دیکھا' پھر کچھ کہتے کہتے چپ ہوئی۔ پھر سامنے دیکھنے لگی۔ چند لمحے خاموشی کی نذر ہو گئے۔ پھر ہلکا سا بولی۔

''گڈ جاب' فارس!'' اس کے لہجے میں نرمی تھی' مگر وہ سامنے دیکھ رہی تھی۔ وہ ذرا سا مسکراتے ہوئے کار اسٹارٹ کرنے لگا۔

''پلان آپ کا تھا۔ گڈ جاب ٹو یو! سو۔۔۔ اب کس کی باری ہے؟'' کار ریورس کرتے اس نے پوچھا۔ سیڑھی کا پہلا زینہ ان کے قدموں تلے تھا' اور اس کی چوٹی تک پہنچنے کے لئے ہر زینے کو اسی طرح روندنا تھا۔ یہ سعدی یوسف کو بچانے کا واحد طریقہ تھا۔

''بتاؤں گی۔ جب ضرورت پڑی تو!'' وہ پھر سے ویسی ہی روکھی ہو گئی۔ مگر ایک تبدیلی آئی تھی۔

کم از کم وہ وہ بات تو کرنے لگے تھے۔

ابھی وہ رستے میں تھے کہ زمر کا موبائل بجا۔ ڈاکٹر سارہ غازی۔

''جی ڈاکٹر سارہ۔'' اس نے مصروف سے انداز میں فون کان سے لگایا۔

''کچھ پتہ چلا سعدی کا زمر؟'' وہ فکرمندی سے بولی۔

''کہاں سارہ؟ آپ بس دعا کریں۔ اچھا میرا کام ہوا؟''

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

www.facebook.com/nemrah.ahmed

''جی میں نے پتہ کیا تھا۔ نیسکام میں کوئی حلیمہ کام نہیں کرتی۔ ایک حلیمہ سرفراز ہے مگر وہ انجینئر ہے سیکرٹری نہیں۔'' زمر نے تکان سے آنکھیں میچ لیں۔

''نہیں، وہ حلیمہ ہی تھی۔ خیر تھینک یو۔ واپس آ کر چکر لگائیے گا۔ بچے آپ کو مس کرتے ہیں۔''

''جی، میں بس گھر میں پھنسی ہوں اتنے دن سے۔ سعدی کی پریشانی الگ، جیسے ہی آئی، چکر لگاؤں گی۔'' زمر نے فون رکھ دیا اور دوسری طرف....

......دوسری طرف، اپنے بیڈروم میں کھڑی، سارہ نے بھی موبائل رکھ دیا۔ اور جیسے ہی وہ پلٹی، ڈکیہ بیگم پیچھے آ کھڑی ہوئی تھیں۔ انہوں نے ایک تاسف بھری نظر سارہ پہ ڈالی جو سادہ شلوار قمیص میں ملبوس، بالوں کا جوڑا بنائے ہوئے تھی۔ ان کو دیکھ کر چونکی۔

''کیوں ان کو اوائڈ کر رہی ہو؟ تم پچھلے ایک مہینے سے، جب سے سعدی کھویا ہے، یہیں اس گھر میں قید ہو۔ پھر بار بار جھوٹ کیوں؟''

سارہ کی سبز نیلی آنکھوں میں نمی در آئی۔ ''میں ان لوگوں سے نہیں ملنا چاہتی۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں ملی تو وہ جان لیں گے۔''

''کیا جان لیں گے؟'' وہ ذرا حیران ہوئیں۔ سارہ کے آنسو بہنے لگے۔

''امی! اس رات سعدی کے ساتھ اس گھر میں میں تھی۔ امی میں نے اپنے سامنے اسے گولیاں لگتے دیکھا ہے۔ امی میں ہوں وہ گواہ جسے وہ لوگ ڈھونڈ رہے ہیں۔''

(باقی آئندہ ماہ ان شاءاللہ)

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY